اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ

یاد رکھو اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ ان کے لیے زندگانی دنیا اور آخرت میں بھی بشارت ہے۔
(یونس ۶۲، ۶۳)

کراماتِ اہلحدیث

مولانا عبدالمجید سوہدروی

وھابیہ نجدیہ اولیاء اللہ کی کرامات کا انکار کرنے والے
شرک و بدعت کا فتویٰ لگانے والے۔۔۔۔

کراماتِ اہلحدیث
مولانا عبدالمجید سوہدروی
ترتیب وتزئین:
محمد ادریس فاروقی
مسلم
پبلیکیشنز

جملہ حقوق اشاعت برائے مسلم پبلیکیشنز محفوظ ہیں

ناشر : مسلم پبلیکیشنز   مدیر حکیم محمد ادریس فاروقی

تقسیم کنندہ

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
لندن • ہیوسٹن • نیویارک

ہیڈ آفس : پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب
فون : 4033962 - 4043432 (00966 1) فیکس: 4021659
ای میل: darussalam@naseej.com.sa بک شاپ فون و فیکس: 4614483

جدہ فون و فیکس : 6807752 الخبر فون: 8692900 فیکس: 8691551
شارجہ فون : 5632623 فیکس : 5632624 (009716)

پاکستان : ① 50 لوئر مال نزد ایم۔ اے۔ او کالج لاہور فون: 7232400 - 7240024 (0092 42)
فیکس: 7354072 ای میل: darussalampk@hotmail.com
② رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

لندن فون: 5202666 فیکس: (0044 208) 5217645
ہیوسٹن فون: 7220419 فیکس: (001 713) 7220431 نیویارک فون: (001 718) 6255925
Website: http://www.dar-us-salam.com

ایڈیشن : (1)   طبع : (2002)   تعداد : (1100)

مطبع : احمد پرنٹنگ کارپوریشن 50 لوئر مال لاہور فون 7240024

فہرست مضامین

(۲)

کرامات حضرت مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ

(۳)

کرامات حضرت قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری

④

کرامات حضرت مولانا عبداللہ غزنوی

⑤

کرامات حضرت مولانا محمد سلیمان روڑوی

حصہ دوم

⑥

کرامات مولانا محی الدین لکھوی

⑦

کرامات حافظ عبداللہ محدث روپڑی

⑧

کرامات مولانا سید عبدالجبار غزنوی

⑨

کرامات مولانا سید داؤد غزنوی

⑩

کرامات حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

(۱۱)

کرامات حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

(۱۲)

کرامات حضرت مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی

(۱۳)

کرامات حضرت مولانا عبدالحمید سوہدروی

(۱۴)

کرامات حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی

۱۵

کرامات حضرت مولانا حافظ محمد یوسف سوہدروی

۱۶

کرامات استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی

(۴۳)
کرامات حضرت حافظ عبدالحی صاحب کوٹ شاہ محمد

(۴۴)
کرامات مولانا حکیم عبدالواحد وار برٹن

(۴۵)
کرامات مولانا محمد ادریس کیلانی

(۴۶)
مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ

(۴۷)
کرامات مولوی کمال دین صاحب

(۴۸)
کرامات حضرت مولانا عبدالحق ماڑی مصطفےٰ (بھارت)

(۲۹)

کرامات حضرت مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی

(۳۰)

کرامات مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی

(۳۱)

کرامات حضرت مولانا محمد عثمان دلاوری

(۳۲)

کرامات مولانا محمد حسین شیخوپوری

(۳۳)

مجاہدین کی کرامات

اطلاع عام

اولیائے اہل حدیث یا مجاہدین کی اور کرامات اگر کسی دوست کو معلوم ہوں تو ہمیں صاف کاغذ کی ایک جانب خوشخط لکھ کر بھیج دیں۔ ہر کرامت سچی اور ثابت شدہ ہونا ضروری ہے۔ ہم انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں مرسل کا حوالہ دے کر کتاب ہذا میں شامل کر دیں گے۔

عرض ناشر

یہ "کرامات اہلحدیث" کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ کتاب ہذا حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے جو آپ کے عنفوان شباب کی کاوش ہے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس جھوٹے الزام کو دور کیا جائے جو جماعت اہلحدیث پر لگایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان میں کوئی ولی نہیں ہے' نہ کوئی صاحب کرامت بزرگ ہے۔ کتاب ہذا میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے جماعت اہلحدیث میں کثیر اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے بہت سے صاحب کرامت بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں ایسے بیسیوں اولیائے کرام کی بہت سی کرامات جمع کر دی گئی ہیں۔

کتاب "کرامات اہل حدیث میں حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی نے اولیاء کی ۴۳ کرامات جمع کی ہیں۔ آپ کے پوتے محترم مولانا محمد ادریس فاروقی حفظہ اللہ نے اس میں ۲۷ اولیاء کی مزید ۳۴ اور مولانا عبداللہ غزنوی کی ۲ اور کرامات جمع کر کے کتاب ہذا کو سرچند معلومات افزاء اور کار آمد بنا دیا ہے۔ یعنی اب اس کتاب میں ۳۲ اولیائے کرام کی ۷۹ کرامات جمع کر دی ہیں۔ جیسا کہ آپ خود مطالعہ فرمالیں گے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ

محترم مولانا فاروقی مَتَّعَنَا اللّٰهُ بِطُولِ حَیَاتِهٖ نے آخر میں نئے عنوان "مجاہدین کی کرامات" کے تحت مجاہدین کی نمونتاً دس کرامات کا بڑی خوبصورتی سے ذکر کیا ہے جن کے مطالعہ سے لطف اور بڑھتا اور ایمان میں دگرگوں اضافہ ہوتا ہے۔

اسلامی کتاب خانہ سیالکوٹ کا کوئی کتب فروش مولوی پرانی "کرامات اہلحدیث" کی فوٹو کاپی پرنٹ کروا کر پتہ نہیں کیا مطلب حل کرنا چاہتا تھا۔ امید ہے آئندہ وہ یہ جرأت نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ اب اس بے چارے کا مطلب حل نہیں

ہو سکے گا۔

"کرامت" کے لفظی معنی عزت کے ہیں۔ کسی ولی اللہ کے لئے یہی عزت بہت کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ اور معلوم ہے صحیح دوست وہ ہوتا ہے جو دوست کی ہر بات مانتا ہو اور اس کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت رکھتا ہو۔ ایسے ہی بلند بخت لوگوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ("یعنی اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غم کھائیں گے")

دوسرے مقام پر فرمایا:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

"اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے"۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ اللہ کے محبوب و معزز فرشتے ان کے پاس آکر کہتے ہیں:

اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

"تمہیں ہراساں اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں تم جنت کی بشارت سنو۔ وہ جنت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا۔ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت بھی تمہارے ساتھی ہیں"۔

اندازہ فرمائیے کہ اولیائے کرام کا کتنا بلند مقام ہے؟

"کرامات اہلحدیث" میں یہی بتایا گیا ہے کہ اولیاء برحق ہیں۔ اور ان کا مقام بہت بلند ہوتا ہے۔ وہ ایمان و تقویٰ کی معراج پر فائز ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کے اور اس

کے ملائکہ کے محبوب ہوتے ہیں۔ لیکن یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ وہ مشکل کشاء' حاجت روا' فریاد رس اور حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ اور دور و نزدیک سے پکار سنتے ہیں۔ اور ہر آن اپنے مرید کے پاس ہوتے ہیں وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْخُرَافَاتِ۔

ارباب توحید اور ایسے "دوستوں" میں ایک فرق تو یہ ہے کہ اہلحدیث ہر اس شخص کو ولی مانتے ہیں جو ایمان اور تقویٰ کی اعلیٰ معراج پر فائز ہو۔ اور جو اس معیار پر پورا نہ اترے وہ اسے ولی نہیں مانتے۔ مگر "دوست" اگر ناراض نہ ہوں تو ہم یہ کہنے کی جسارت کرتے ہیں کہ ان کے لئے "ایمان و تقویٰ" کی شرط کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی۔ وہ جسے چاہتے ہیں ولی بنا دیتے ہیں۔ اور پھر اپنے مزعومہ ولی کو بلا جھجک تقریباً کل الٰہی صفات تفویض کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم انہیں معبود جان کر نہیں پکارتے لہٰذا ہمارا اولیاء کو کسی بھی طرح کی مدد کے لیے پکارنا شرک کے ذیل میں نہیں آتا۔ اور انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ بزرگ زندہ ہو یا مردہ۔ بلکہ وہ "مردہ" کو زندہ ہی مانتے ہیں۔ اور زندہ سے زیادہ متصرف اور صاحب کرامات جانتے ہیں اور جو شخص اس بارے میں ان کی ہمنوائی اختیار نہ کرے وہ اسے جھٹ اولیاء کا گستاخ اور منکر کہہ دیتے ہیں۔

اہلحدیث کے نزدیک ولی کے لئے کرامت اعزاز ہے مگر شرط نہیں۔ شرط وہی ہے جو قرآن مجید نے بیان کی ہے یعنی ایمان اور تقویٰ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ولی اللہ سے کرامت سرزد نہ ہو اور بے شک ساری زندگی سرزد نہ ہو تو اس کی ولایت میں کوئی فرق نہیں پڑتا' لیکن اگر وہ نعمت ایمان و تقویٰ سے محروم ہو تو وہ ولی نہیں ہو سکتا۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ سب جانتے ہیں ولی کا معنی ہے اللہ کا دوست۔ اور وہ بھلا اللہ کا دوست کب ہو سکتا ہے جو نہ ایمان رکھتا ہو نہ تقویٰ؟ ولی کی بابت ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اللہ کا ولی خلاف شرع چلتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ بولتا نہ سنتا ہے۔ اس کا

عقیدہ و عمل، قرآن و سنت کے مطابق ہوتا ہے 'عین مطابق۔

اہلحدیث کے نزدیک "کرامات" کا عنوان خاص اہمیت اور دلچسپی نہیں رکھتا۔ کیونکہ ان کے نزدیک کرامت جب ولی کے لئے شرط ہی نہیں تو نظر بظاہر اس موضوع کی ضرورت ہی نہ رہی۔ نیز اہلحدیث کے مطابق خواہ کس قدر احتیاط برتی جائے کمزور عقیدہ آدمی کرامت سے بھٹک سکتا ہے۔ یا کرامت اس کے ضعیف استدلال کے لئے تھوڑی بہت قوت کا باعث بن سکتی ہے۔ بخلاف اس کے "دوستوں" کا زیادہ زور ہی کرامات پر ہے 'ارباب بریلی ہی نہیں اصحاب دیوبند بھی اس لائن میں کافی آگے ہیں۔ ان دونوں کی بیان کردہ کرامات میں کوئی بہت زیادہ اور نمایاں فرق نہیں۔ وہ قریب قریب ایک جیسی ہی ہیں۔

یہ جان لینا چاہئے 'دین کا اصل مرکز و محور قرآن و سنت ہے۔ جو کرامت قرآن و سنت کے خلاف ہو اسے اختیار کرنا یا اس سے استدلال کرنا ممنوع ہے۔ اور ان سے شرکیہ عقائد کا ثبوت لانا حرام ہے۔ یہ بہت محتاط وادی ہے 'اس میں مکمل احتیاط کی ضرورت ہے۔

اگرچہ دو چار احباب نے ہمیں "کرامات اہلحدیث" کی اشاعت سے رک جانے کا مشورہ دیا مگر ہم نے اسے محض اس نقطہ نظر سے شائع کیا ہے کہ ایک تو اولیائے اہلحدیث کا تعارف ہو جائے کیونکہ جب کسی کا صحیح تعارف ہو جاتا ہے تو اکثر نفرت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ دوسرے معترضین کی ایک گونہ تشفی ہو جائے اور وہ مطالعہ فرمائیں کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اہلحدیث جماعت میں بے شمار اولیاء موجود ہیں اور ان میں اچھے خاصے بزرگ اور صاحب کرامت لوگ ہو گزرے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے اب بھی موجود ہیں۔ اور حقیقت میں ولی بھی وہی ہے جو صحیح معنی میں حامل قرآن و سنت ہو۔ اور شاید "کرامات اہلحدیث" کے مطالعہ کے بعد

اہلحدیث سے نفرت اور بغض میں کچھ کمی واقع ہو کر فضا بہتر ہو جائے۔ اس کتاب کی اشاعت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ عوام و خواص میں اولیائے عظام اور بزرگان کرام سے محبت و عقیدت پیدا ہو۔ نہ صرف پیدا ہو بلکہ اس میں دگرگوں اضافہ ہو۔ کیونکہ فی زمانہ اس میں خاصی کمی آ رہی ہے۔

ہم محترم مولانا محمد ادریس فاروقی کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود اپنا قیمتی وقت نکال کر اور بھی بہت سے بزرگان اہلحدیث کی کرامات کتاب ہذا میں شامل فرما دی ہیں۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ۔ زیادہ نہ سہی یہ کتاب کم از کم تاریخی حیثیت سے تو ضرور پہچانی جائے گی۔ اور انشاء اللہ تاریخ و سیر کے باب میں خوشگوار اضافہ کا باعث ہو گی۔

نجم المجید سوہدروی
اسسٹنٹ ڈائریکٹر مسلم پبلی کیشنز لاہور / سوہدرہ

پیش گفتار

جس طرح آسمان کی تزئین ستاروں سے ہے اسی طرح زمین کی آرائش عظیم و باکمال لوگوں سے ہے۔ باکمال اور یگانۂ روزگار لوگوں میں اصحاب علم و فضل اور مقربین بارگاہ رب العزت کو ہمیشہ ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل رہا ہے۔ اس کتاب میں ایسے ہی اخیار و ابرار ہستیوں کا مبارک ذکر ہے۔

"کرامات اہلحدیث" حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی اولین تصانیف میں سے ہے جس سے ان کا مقصد اس مغالطے کو دور کرنا تھا کہ جماعت اہلحدیث میں کوئی ولی نہیں، نہ ان میں کوئی صاحب کرامت بزرگ ہوا ہے۔ موصوف نے کتاب ہذا میں پانچ اولیاء کرام رحمہم اللہ کی ۳۳ کرامات بطور نمونہ جمع فرما کر بتایا ہے[1] کہ بحمد للہ جماعت اہلحدیث میں نہ اولیاء کی کمی ہے اور نہ کرامات کی۔ بلکہ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ اولیاء ہیں ہی جماعت اہلحدیث میں۔ اور جو اہلحدیث نہیں وہ ولی ہی نہیں۔ آپ کا یہ دعویٰ "کافی حد تک ہی ٹھیک" نہیں بالکل ٹھیک ہے۔ کیونکہ دراصل اہلحدیث کہتے ہی اس شخص کو ہیں جو قرآن و حدیث کا حامل و عامل ہو۔ اور قال اللہ وقال الرسول کے سوا کوئی بات نہ کرتا ہو۔ اس کا ایک ہی امام ہو اور وہ ہیں امام الانبیاء ﷺ۔ اور ایک ہی سلیبس ہو اور وہ ہے کتاب ہدیٰ۔ اہلحدیث قرآن اور صاحب قرآن کے بغیر ایک قدم چلنے کے لئے تیار نہیں۔

اب خود ہی بتائیے کہ کوئی شخص قرآن و حدیث سے کنارہ کش رہ کر بھلا کیونکر ولی اللہ بن سکتا ہے؟ کلیے کی بات سمجھ لیجئے جو شخص قرآن و حدیث کے جس قدر

(1) [illegible] نے اللہ کے فضل سے "کرامات اہل حدیث" کا حصہ دوم لکھ کر اس میں ۲۷ اولیائے عظام کی تقریبا [illegible] نے کتاب ہذا کو اور مفید اور معلومات افزاء کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

زیادہ قریب ہوگا وہ اسی قدر اللہ اور اس کے رسول کے زیادہ قریب ہوگا۔ اور جو اس سے جس قدر دور ہوگا وہ اللہ اور اس کے رسول سے اسی قدر دور ہوگا۔ چونکہ اس لئے حقیقت طراز کو سمجھنا ضروری تھا اس کو سمجھے بغیر بات آگے نہیں چل سکتی تھی اس لیے اس پر ذرا وضاحت سے روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

دین میں حجت، دلیل اور برہان صرف حضرت محمد ﷺ ہیں، سب ہستیوں کو آپ ﷺ کے تابع کیا جائے گا، آپ ﷺ کو کسی کے تابع نہیں کیا جائے گا۔ اور حقیقی شان رسالت ہے بھی یہی۔ اِذَا جَآءَ نَهْرُ اللّٰهِ بَطَلَ نَهْرُ مَعْقِلٍ۔

آپ ﷺ اس وقت ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن آپ کی تعلیمات ہم میں موجود ہیں۔ آپ کا اپنا ارشاد گرامی ہے: تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِي

اس بات کو اقبال نے یوں ادا کیا ہے"

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلم داشتن

مطلب یہ ہے کہ دین کی اصل و بنیاد محض قرآن و حدیث ہے۔ جسے قرآن و حدیث مل گیا اسے علم و آگہی، ہدایت و معرفت، تہذیب و تمدن، عروج و ارتقاء، شائستگی و اخلاق سب کچھ مل گیا۔ پس ہر قول، قیاس اور کرامت کو قرآن و حدیث پر پرکھا جائے گا، لیکن قرآن و حدیث کو کسی پر نہیں پرکھا جائے گا۔ قرآن و حدیث نائب ہے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا۔ اس کا ادب اللہ اور رسول اللہ کا ادب ہے۔ اس کی توہین اللہ اور رسول اللہ کی توہین ہے۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رکھئے کہ قرآن مجید کا وہ مفہوم لیا جائے گا جو حدیث نے لیا۔ اور حدیث کا وہ مطلب صحیح سمجھا جائے گا جو خلفائے راشدین و

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سمجھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس مفہوم کو ارجحیت و افضلیت حاصل ہو گی جو انہوں نے خلفائے راشدین یا اہل علم و فقہ صحابہ سے سمجھا۔ اگر ہم ان باتوں کی پابندی یا پرواہ نہ کریں گے تو اسلام کا حلیہ بگڑ جائے گا۔ جملہ صحابہ' تابعین اور اتباع تابعین اور ائمہ دین رحمہم اللہ اور ائمہ حدیث و سنت اسی راہ پر چلے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی اسی راہ پر چلیں۔

"کرامات" غیر انبیاء محبوبین رب علا ہستیوں سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ ان کا انکار درست نہیں۔ قرآن و حدیث سے ان کا ثبوت ملتا ہے۔ البتہ خود تراشیدہ کرامات پیش کرنا غلط ہے اور اسے منبروں پر بیان کرنا یا کتابوں میں بھر دینا اور بھی غلط ہے۔ اس سے بجائے فائدے کے نقصان ہوتا ہے بہت بڑا نقصان۔ لوگوں کے عقائد بگڑتے اور نبوی مشن کو دھچکا لگتا ہے۔ بھلا ان جعلی کرامات سے قرآن و حدیث کے پیش کردہ اٹل عقائد کیسے بدل سکتے ہیں؟ کبھی نہیں' ہرگز نہیں۔ ارباب تقلید و جمود ہمارے بھائی ہیں مگر ہمیں ان سے یہ گلہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف کرامات بیان کرنے کی جسارت کر جاتے ہیں۔ ہم برملا کہتے ہیں کہ ہم ہر اس قول کو تسلیم نہیں کرتے جو نصوص قرآن و سنت کے خلاف ہو' اسی طرح ہم ہر اس کرامت کو نہیں مانتے جو قرآن و حدیث سے متصادم ہو۔ کتنا صاف' سچا اور سیدھا ہے یہ مسلک۔ کیا ہے کوئی دوسرا مسلک' جو ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کرے جو ہم کرتے ہیں؟! ابھی تک تو ہم نے اہلحدیث کے علاوہ اور کوئی ایسا مسلک نہیں دیکھا جو ایسے اعلان کی جرأت رکھتا ہو۔ اللہ کرے سب کی یہی آواز ہو جائے۔ پھر جھگڑا اور اختلاف ہی ختم ہو جائے اور سب ایک ہو جائیں۔

یہ ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد' یہ الگ الگ مدارس' یہ جدا جدا مذاہب' اسلام کی قوت و شوکت کے لئے خطرناک ہیں از حد خطرناک۔ ہم پوری دنیائے اسلام کی

خدمت میں باادب عرض کرتے ہیں کہ للہ اپنے اپنے مذاہب و مسالک کی آبیاری نہ کریں بلکہ مسلک قرآن و سنت کی آبیاری کریں۔ اسی میں عزت و عظمت ہے اور اسی میں قوت و شوکت ہے۔

کتاب ہذا کا موضوع کرامت ہے۔ کرامت بزرگی اور عظمت کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰی جب چاہتا ہے اپنے کسی محبوب بندے کی بزرگی اور عزت آشکارا کرنے کے لئے اسے کرامت کا مظہر بنا دیتا ہے۔ لیکن اس کے لئے چند باتیں جان لینی چاہیں۔ آدمی ان سے درخور اعتناء کر کے گرداب فکر میں پھنس جاتا ہے اور بسا اوقات فکر صحیح سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے' وہ باتیں یہ ہیں:

(۱) کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی اللہ کے اختیار میں ہوتی ہے۔

(۲) کبھی ولی کو کرامت کی خبر بھی نہیں ہوتی کہ مجھ سے صادر ہو رہی ہے۔ مگر دوسروں کو اس کی خبر ہوتی ہے۔

(۳) کرامت (جو خرق عادت ہوتی ہے) عموماً آنی اور وقتی ہوتی ہے دائمی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس سے کوئی دلیل پکڑنا درست نہیں۔

(۴) کرامت ولی کے لئے شرط نہیں۔ ولی کے لئے ایمان اور تقویٰ شرط ہے۔

(۵) ولی اپنی کرامت کا پرچار نہیں کرتا۔ نہ پرچار کو پسند کرتا ہے۔ صحیح ولی سراپائے عجز و نیاز اور پروپیگنڈے سے گریزپا ہوتا ہے۔ اگر اس کے برعکس ہو تو سمجھ لیجئے دال میں کالا کالا ضرور ہے۔

(۶) کرامت کا تعلق عموماً ولی کی زندگی کے ساتھ ہوتا ہے وفات کے بعد نہیں ہوتا۔ ہاں' اس کے کارنامے ضرور بعد میں رہتے ہیں۔

(۷) "ولایت" کا کوئی سرٹیفیکیٹ نہیں ہوتا جو کہیں سے جاری ہوتا ہو۔ اس کا تعلق اللہ تعالٰی کی ذات اقدس کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کون ولی ہے

اور کتنا بڑا ولی ہے۔ جن لوگوں نے اپنے پاس سے ولیوں کی NUMBERING اور DEFINATION کر رکھی ہے وہ درست نہیں' شریعت میں اس پر کوئی دلیل نہیں۔

(۸) جس طرح جھوٹی حدیث' جھوٹا قول اور جھوٹا خواب بیان کرنا گناہ ہے ٹھیک اس طرح جھوٹی کرامت بیان کرنا بھی گناہ ہے۔

(۹) کرامت اور استدراج میں فرق کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ گمراہی کا شدید خطرہ ہے۔ کیونکہ "استدراج" اولیاء الشیطان سے سرزد ہوتا ہے۔ جبکہ کرامت اولیاء الرحمٰن سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اور استدراج کو کرامت سمجھنے کا صاف مطلب یہ ہوا کہ شیطان کے دوستوں کو رحمٰن کا دوست سمجھ لیا گیا ہے۔ جبکہ شیطان کو ولی سمجھنا سراسر گمراہی ہے۔

(۱۰) ولی کے لئے عمر' خاندان' نسب اور خطہ کی کوئی قید نہیں' کسی عمر اور کسی خاندان اور علاقے میں بھی ولی اللہ ہو سکتا ہے۔ (تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)

ہمارے ہاں جہالت کا عالم یہ ہے نہ ولی کی تعریف کی خبر' نہ اس کی شرائط کا علم' نہ استدراج سے آگاہی' نہ کرامت کے آداب سے واقفیت' نہ تفصیلات کا پتہ' نہ القاء' الہام' کشف' وحی اور ان کی اقسام کی اطلاع۔ جس کو چاہتے ہیں ولی بنا دیتے ہیں۔ جس کی چاہتے ہیں کرامات گھڑ لیتے ہیں۔ اور پھر ان کرامات سے جو جی چاہتا ہے استدلال کر لیتے ہیں۔ قرآن' حدیث اور مسلک اہلسنّت کو گلدستہ طاق نسیاں بنا دیتے ہیں۔ اور بے مقصد کتابیں لکھ لکھ کر سینکڑوں صفحات سیاہ کر دیتے ہیں۔ نہ اللہ کا ڈر نہ آخرت کی پرواہ' بس لکیر پیٹتے جا رہے ہیں۔ اور اپنے اپنے خود ساختہ مذاہب کی آبیاری کر رہے ہیں۔ اس طرح خود بھی گمراہی کے غار میں جا رہے ہیں اور دوسروں کو بھی تو قعرِ مذلت میں گرا رہے ہیں۔ بمطابق حدیث ضَلُّوا فَاَضَلُّوا کا

مصداق بن رہے ہیں..... اللہ ہمارے اربابِ علم و فضل کو بصیرت عطا فرمائے کہ جس سے وہ کام لے کر عوام کالانعام کو صحیح سمت لے جائیں۔

افسوس! آج ہمارا دین..... کون سا دین؟ رواجی دین جو جلسوں' جلوسوں' جھنڈیوں اور چہلموں کی رسومات میں مرکوز ہو کر رہ گیا ہے۔ کون سا دین؟ وہ دین جو کبھی آدھی دنیا پر چھایا ہوا تھا۔ وہ دین جو بادل کی گرج' رعد کی کڑک' بجلی کی چمک' آندھی کا جلال' چاندنی کا جمال' شبنم کی ٹھنڈک' چمن کی طراوت' خلق نبوی کی شیرینی لے کر آیا تھا' آج وہ..... گھروں میں نظر آتا ہے نہ بازاروں میں' منڈیوں میں دکھائی دیتا ہے نہ درباروں میں۔ آستانوں میں نظر آتا ہے نہ مدارس میں۔ بلکہ مساجد میں بھی کم ہی نظر آتا ہے الا ماشاء اللہ۔ کیا کہیں' دل شق ہوتا ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے' وہ عظیم دین' وہ رفیع دین' وہ پر شکوہ دین' وہ رب کا دین' وہ سب کا دین' وہ کامل دین' وہ اکمل دین' وہ منفرد دین' وہ شانِ جامعیت و اکملیت کا حامل دین' جس کی رعد آسا گونج سے دبستان قیصر و کسریٰ لرزنے لگ جاتے تھے..... آج غریب الدیار اور اجنبی کی طرح' نحیف و نزار' تکان سے چور' لڑکھڑاتا کبھی ادھر آ رہا ہے کبھی ادھر جا رہا ہے' لیکن اس سے عقیدت و محبت تو رہی درکنار کوئی اسے اپنے گھر کے باہر بچھے ہوئے بنچ پر بٹھانے کے لئے بھی تیار نہیں..... جو حال مسلم بن عقیل کا دیار کوفہ میں ہوا' آج وہی حال اسلام کا دیار اسلام میں ہو رہا ہے۔ فَلْيَبْكِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا۔

اسلام نے پہلے عقائد کی بنا رکھی' پھر اس پر اعمال کی عمارت استوار کی۔ امام کائنات صلوات اللہ علیہ نے تیرہ (۱۳) برس تک عقیدے کو پختہ کیا' جیسے عمارت کی بنیاد کو روڑی سیمنٹ ڈال کر کوٹا جاتا ہے' پھر سریے کا جال بچھا کر اوپر مسالے اور بجری کا آمیزہ ڈالا جاتا ہے۔ جتنی بڑی عمارت بنانا مقصود ہو اسی قدر مضبوط بنیاد بنانا پڑتی ہے۔ چونکہ یہ دین قیامت تک کے لئے تھا اور سب کے لئے تھا' اس لئے اس

کے عقیدے کی بنیادیں بھی اسی قدر مضبوط' پائیدار اور طاقتور بنانا چاہئے تھیں چنانچہ اسی طرح مضبوط اور پختہ بنائیں۔

بے شک کرامات کتاب و سنت سے ثابت ہیں اور جو کرامات قرآن و حدیث میں وارد ہیں ان کا انکار جائز نہیں۔ ان کا انکار اسی طرح ہے جس طرح قرآن کا انکار ہے۔ لیکن وضعی اور خود ساختہ کرامات کی نشرواشاعت اور پرچار کرنا بھی ناجائز و حرام ہے۔ کرامت گھڑنا بھی برا ہے۔ مگر اس کو کتابوں میں لانا اور پبلک میں مشہور کرنا اور بھی برا ہے۔ امید ہے علمائے ذی وقار ادھر خصوصی توجہ فرمائیں گے۔ آج کل ان کرامات کے ذریعے نصوص قرآن و سنت کی انجانے میں تردید و تغلیط ہو رہی ہے جو حد درجہ گھناؤنا جرم ہے۔

سچی کرامات کی تعداد کوئی حد سے زیادہ نہیں' اور جو اللہ کے دوست ہوتے ہیں وہ ان کرامات کی تشہیر قطعاً ناپسند جانتے ہیں۔ بلکہ جس کسی نے ان کی کرامت دیکھی ہو تو اسے منع کرتے ہیں کہ ہرگز کسی سے بیان نہ کیا جائے ...... اس کے ساتھ یہ بات نہ بھولنی چاہئے کہ کرامات کا ماننا کوئی اسلام کا حکم نہیں' نہ یہ ایمانیات میں داخل ہے۔ بالفرض اگر کوئی شخص ماسوائے قرآن و حدیث میں وارد شدہ کرامات کے اور کرامت کو نہیں مانتا اور چاہے وہ سچی کرامات ہی ہوں ان کا انکار کر دیتا ہے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا' نہ اس کے ایمان میں کوئی فرق پڑتا ہے۔ وہ بفضلہ تعالیٰ مسلمان کا مسلمان ہی رہتا ہے۔ قرآن و حدیث کی شرط ہم نے اس لئے عائد کی ہے کہ قرآن و حدیث کی بیان کردہ کرامات کے انکار سے دراصل قرآن و حدیث کا انکار لازم آتا ہے جو مفضی الی الکفر (کفر میں لے جانے والا) ہی نہیں بلکہ صریح کفر ہے۔

اب غور کیجئے' سچی کرامات کی آڑ میں جھوٹی کرامات بیان کرنا ایک جرم ہے۔ جھوٹی کرامات کو کتابوں میں جمع کرنا اور پھر منبروں اور دسٹیجوں پر بیان کرنا دوسرا جرم

ہے۔ اور پھر ان جھوٹی کرامات سے شرکیہ عقائد ثابت کرنا تیسرا جرم ہے۔

اب یہ تین فردہائے جرم عائد ہو گئیں' یہ اللہ تعالیٰ کو کس قدر غضبناک کرنے والی باتیں ہیں' آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اور یہ کس قدر ڈھٹائی ہے کہ اس مسلک کا نام 'مسلک اہلسنّت' رکھا ہوا ہے۔ اور ذرا نہیں سوچتے کہ یہ قرآن و حدیث کے سراسر مخالف مسلک' آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کا مسلک کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم یہ باتیں کوئی دل جلانے کے لئے یا خوشی سے نہیں کر رہے بلکہ بڑے دکھ اور تکلیف سے کر رہے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہم سب مسلمانوں کو صحیح معنی میں اہلسنّت بننے کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بات کوئی پیچیدہ نہیں بحمد للہ بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے اولیاء اللہ سے مراد اللہ کے دوست ہیں۔ اور ان کی دو علامات ہیں' اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (یونس: ۶۳) پہلی علامت ایمان ہے' دوسری تقویٰ...... ایمان میں پہلا نمبر اللہ اور رسول پر ایمان لانا ہے۔ اور تقویٰ پرہیز گاری کو کہتے ہیں۔ پرہیز گاری میں پہلا پرہیز شرک سے بچنا ہے۔ جو آدمی دنیا جہان کے گناہوں سے بچتا ہے مگر شرک (جسے اللہ اور رسول ﷺ نے سب سے بڑا جرم قرار دیا) سے نہیں پرہیز کرتا وہ کیونکہ پرہیز گار کہلا سکتا ہے؟ ایسے شخص کو متقی کہنا اور ولی اللہ مشہور کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ ایسے شخص کو متقی کہنا اور ولی اللہ مشہور کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بغاوت کے مترادف ہے۔

اب للہ! خود ہی انصاف سے فرمایئے کہ جس شخص کا عقیدہ توحید و رسالت ہی متزلزل ہو' اور وہ شرک کی دلدل میں گھٹنے گھٹنے تک نہیں' گلے گلے تک پھنسا ہوا ہو' بھلا وہ ولی اللہ کیسے ہو سکتا ہو؟ قطعاً نہیں' بالکل نہیں اور جو ولی اللہ ہی نہیں' اس سے کرامت کا کیا سروکار؟ اگر ایسے شخص سے پھر بھی کوئی خرق عادت اور

عجیب و غریب بات دیکھیں تو وہ کس طرح کرامت کہلا سکتی ہے؟ وہ شعبدہ ہو گا یا جادو ہو گا یا کسی جناتی عمل کا نتیجہ ہو گا۔ کرامت نہیں ہو گی۔ اور یہ بات ہم نہیں کہتے سب جید علماء کہتے ہیں کہ جس کا عمل توحید و سنت کے منافی ہو وہ اس کی کرامت نہ ہو گی بلکہ استدراج ہو گا۔

دنیا میں ہر چیز کی اصل بھی ہے نقل بھی۔ جیسے شہد' شربت' عرق' جوہر' دودھ' گھی وغیرہ۔ اسی طرح اولیاء میں بھی یہ دونوں اقسام پائی جاتی ہیں ایک اصلی اولیاء' دوسرے نقلی اولیاء۔۔۔۔ اصلی اولیاء کو اولیاء الرحمن کہتے اور نقلی اولیاء کو اولیاء الشیطان کہتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق کرنا ضروری ہے بہت ضروری۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

حق و باطل میں تو رکھ پہچان اے اہل تمیز!
سنکھیا مصری کے دھوکہ میں نہ کھانا چاہئے

سنکھیا اور مصری میں صورۃً مماثلت ہے لیکن ماہیت و خاصیت کے اعتبار سے مغایرت ہے۔ سنکھیا مہلک جان ہے جبکہ مصری مفرح جان۔ یہاں سے اولیاء کی مثال سمجھئے۔ ''اولیاء الشیطان'' مہلک ایمان ہیں اور اولیاء الرحمٰن مفرح ایمان۔ یعنی جھوٹے اولیاء کے پاس بیٹھنے سے ایمان غارت ہوتا ہے جب کہ سچے اولیاء کی بابرکت مجلس نشینی سے ایمان کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ سچے اولیاء تکلف' تصنع اور پردہ دری سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ انھیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔ ان کے ایک ایک عمل سے سنت کی خوشبو آتی ہے۔ وہ اللہ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان میں حد درجہ عجز و انکسار اور فروتنی ہوتی ہے۔ وہ شریعت کے نہایت پابند' نبوی مشن کے دلدادہ' قرآن و سنت پر فریفتہ' غایت درجہ عابد و زاہد' حب جاہ اور حب دنیا سے یکسر لاتعلق۔ حقوق اللہ کے

علاوہ حقوق العباد کی ادائیگی میں پیش پیش' اکل حلال اور صدق مقال میں یکتائے زمانہ' خدمت خلق کے جذبہ صادقہ سے سرشار' توحید و سنت کے علمبردار' شرم و حیاء کے نقیب' اکتساب علوم نبوی کے لیے بیتاب' مکہ و مدینہ منورہ کے والہ و شیدا' مریدان باوصفا کی اصلاح میں منہمک' انکے ذاتی اور گھریلو احوال و کوائف میں اسوہ رسول کا رنگ' ان کی اولاد انکی ہم رنگ' ان کا انگ انگ اَلَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ اور وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ کی عملی تفسیر۔۔۔۔ تقویٰ ان کا اوڑھنا' اخلاص ان کا بچھونا۔۔۔۔ مختصر یہ کہ ان کی پوری زندگی قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوتی ہے۔ ایسے بزرگان باصفا ہماری آنکھوں کا تارا اور ہمارے سر کا تاج ہمارے سیل مہر و محبت کا مرکز اور آماجگاہ ہیں۔ اور یہ ضروری نہیں کہ یہ باعظمت و بابرکت لوگ الگ تھلگ رہیں اور صاف پہچانے جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ عام لوگوں میں ہی ہوں۔ عام کاروبار زندگی میں مصروف پائے جائیں۔ اور کیسے پھٹے یا اعلیٰ عمدہ لباس میں ہوں ایسے لوگ اگر کہیں پائے جائیں تو ان کی ضرور مجلس کریں۔ ان سے بہر صورت رابطہ رکھیں۔ ان کی جس قدر عزت کریں کم ہے۔ انکی جس قدر خدمت بجالائیں تھوڑی ہے۔ ان سے مشورے لیں۔ ان کی رہنمائی میں چلیں۔ یہ اللہ کے صحیح محبوب ہیں۔ یہ نہایت عزت و احترام کے قابل لوگ ہیں۔

ہم سب بزرگان دین و ملت کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں' اور دعاگو ہیں اللہ سب کو اپنے قرب سے لذت آشنا فرمائے' مگر اتنا ضرور عرض کریں گے' کہ کسی کی کرامت کو دیکھنے یا سننے سے پہلے خود اس کی جانچ پرکھ کر لیں کہ آیا وہ ولی ہے بھی یا نہیں؟ گویا کرامت کے صدق و کذب کا انحصار ولایت کے صدق و کذب پر ہے۔ اگر ولایت سچی ہے تو کرامت بھی سچی ہے۔ اور اگر ولایت جھوٹی ہے تو کرامت بھی جھوٹی ہے۔

جیسے ہر چیز میں درجہ بندی ہوتی ہے۔ مثلاً بہ 'بہتر' بہترین۔ اسے اصطلاح میں تفضیل کہتے ہیں۔ تفضیل نفسی' تفضیل بعض اور تفضیل کل۔ اسی طرح ایمان و تقویٰ کے بھی مدارج ہیں' بلند درجہ' بلند تر درجہ' بلند ترین درجہ۔ اولیاء اللہ کے تینوں مدارج ہیں۔ مگر جو پہلے درجے پر فائز ہو گا وہ بھی ذی مرتبہ ولی ہو گا۔ اور جو اس سے اوپر کے درجے پر ہو گا وہ رتبہ میں اس سے بھی بلند ہو گا۔ اس سے اونچے درجے والا اس سے اونچے درجے پر ہو گا۔

لیکن یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اولیاء کا ایمان و تقویٰ بے شک دیکھیں' لیکن اس کی ناپ تول شروع نہ کر دیں۔ کیونکہ اولیاء اللہ کے حدود اربعہ کا جانچنا' ماپنا یا تولنا یہ ہمارا کام ہے نہ منصب۔ یہ اللہ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون کس معیار ایمان و تقویٰ کا حامل بزرگ ہے۔ پہلے درجہ کا ہے یا دوسرے درجہ کا یا تیسرے درجہ کا۔ کرامت بزرگی کو کہتے ہیں اور بزرگی کا انحصار عقیدہ' اخلاص اور عمل پر ہے۔ عقیدہ و اخلاص اندر کی کیفیات ہیں۔ جو ہم صحیح طور پر نہیں جان سکتے نہ یہ جاننا ہماری ذمہ داری ہے۔ رہا عمل' یہ اگرچہ خارجی کیفیت کا نام ہے لیکن اس کا انحصار بھی اخلاص اور عقیدہ پر ہے۔ اور یہ دونوں اندرونی کیفیات ہیں۔ اور جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ کسی کی اندرونی کیفیات کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ ہاں' یہ باتیں اگر اللہ تعالیٰ کسی کو بتا دے تو یہ اور بات ہے۔ لیکن اس طرح عام اور اکثر نہیں ہوتا' بہت قلیل ہوتا ہے۔ اور قاعدہ ہے اَلْقَلِیْلُ کَالْمَعْدُوْمِ یعنی کسی چیز کا قلیل مقدار میں ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔

ان تمام باتوں کا ماحاصل یہ ہے کہ صحیح ولی کی پہچاننا اور کرامت کی شناخت کرنا اتنا آسان کام نہیں کہ جس قدر سمجھا جاتا ہے۔ اگر آدمی یہاں پھسل گیا تو سمجھ لیجئے کہ دور جا گرا۔ ہمارے ہاں عام طور پر ننگ دھڑنگ' نماز روزہ سے دور' قرآن و

سنت سے نفور لوگوں کو ولی سمجھ لیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان میں اور ولایت میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو دیکھ کر کسی نے کہا ہے ؎

کار شیطاں مے کند نامش ولی
گر ولی ایں است لعنت پر ولی

جب ہم شرابیوں کبابیوں اور اس قماش کے لوگوں کی ولایت و تکریم سے انکار کرتے ہیں یا ان کے استدراجات کو کرامت نہیں کہتے' یا انہیں خدائی اوصاف سے متصف نہیں مانتے تو بعض لوگ غصے میں آ کر ہمیں ولیوں کا گستاخ اور بے ادب کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ ناروا جملہ ہے۔ سن لیجئے۔ ہمیں سب کچھ منظور ہیں مگر ہم کسی صورت ایسے لوگوں کی ہم نوائی اختیار نہیں کر سکتے۔ اور بے دین لوگوں کو ولی نہیں کہہ سکتے ہیں۔

جن لوگوں نے لاعلمی و جہالت کی وجہ سے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ اہلحدیثوں میں نہ کوئی ولی ہے نہ صاحب کرامت۔ وہ براہ کرم ضد کا چشمہ اتار کر دیکھیں اور کتاب ہذا کا کھلے دل سے بغور مطالعہ کریں اور پھر خود ہی فیصلہ کریں کہ ان بیچاروں کے قول میں کہاں تک صداقت ہے؟

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب ہذا کے مصنف' پبلشر اور ادارہ مسلم پبلی کیشنز لاہور / سوہدرہ کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس کتاب کو شائع کر کے بہت سے اعتراضات کا نہ صرف اندفاع کیا ہے۔ بلکہ مسلک توحید و سنت کا پرچم بلند کرنے کی بڑی شاندار کوشش کی ہے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

مخلص

محمد ادریس فاروقی' سوہدرہ' ضلع گوجرانوالہ

(۳) حضرت مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۴/جمادی الاول ۱۳۷۹ھ/۶/نومبر ۱۹۵۹ء)

مولانا عبدالمجید خادم رحمۃ اللہ علیہ جنوری ۱۹۰۱ء/۱۳۸۱ھ میں سوہدرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۳۰ھ) کے بیٹے مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م ۱۳۴۸ھ) کے پوتے اور استاذ الاساتذہ شیخ پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی (م ۱۳۳۴ھ) کے نواسے تھے۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین تھے۔ ۱۰ سال کے تھے کہ آپ کے والد مولانا عبدالحمید کا انتقال ہوگیا۔ اس لئے آپ کی پرورش آپ کے دادا مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ اور ابتدائی تعلیم بھی آپ نے انہیں سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) کے مدرسہ سے مروجہ علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔

تبلیغ ودعوت

مولانا عبدالمجید ۲۰/۱۸ سال کی عمر میں مروجہ درسیات سے فارغ ہوئے اور واپس سوہدرہ آکر توحید وسنت کی اشاعت میں مشغول ہوگئے۔ اس سلسلہ میں آپ کو زیادہ زحمت نہ کرنا پڑی۔ اس لئے کہ آپ کے دادا محترم حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے قبل توحید وسنت کی زمین کو بہت زرخیز کردیا تھا اور اس کی آبیاری میں آپ کو زیادہ محنت نہ کرنا پڑی۔

رسالہ مسلمان

تبلیغ کا ایک ذریعہ اخبار بھی ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار کو ذریعہ تبلیغ بنایا اور ۱۹۲۱ء میں آپ نے "مسلمان" کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا اور اس کے ساتھ ہی تبلیغی و دینی کتابوں کی اشاعت کے لئے "مسلمان کمپنی" کے نام سے ایک

اشاعتی ادارہ قائم کیا جس کے تحت بیسیوں کتابیں شائع کیں۔ ماہنامہ "مسلمان" ۱۹۳۸ء تک ماہانہ رہا۔ اس کے بعد اس کو ہفت روزہ کردیا گیا۔

جریدہ اہلحدیث

جماعت اہل حدیث کا مقبول ترین اخبار شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ) کا اخبار اہل حدیث امرتسر تھا۔ جو نومبر ۱۹۰۳ء میں جاری ہوا اور اگست ۱۹۴۷ء تک برابر ۴۴ سال بڑی کامیابی سے جاری رہا۔ تقسیم ملک کے وقت یہ اخبار بند ہوگیا۔ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تجدید سوہدرہ سے کی۔ اور ۳۰/شعبان المعظم ۱۳۶۸ھ/ یکم جون ۱۹۴۹ء کو "جریدہ اہل حدیث" جاری کیا۔ جو ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۵۹ء تک آپ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا اور پھر آپ کے قریباً ایک سال بعد تک آپ کے بڑے صاحبزادہ مولانا حافظ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ادارت میں حسب سابق دعوت وتبلیغ میں مصروف رہا۔ [1] اور "مسلمان" دوبارہ ہفت روزہ سے ماہنامہ ہوگیا۔ جس کا آخری شمارہ اکتوبر ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔

سیاسی دلچسپی

مولانا عبدالمجید مرحوم ایک بلند نظر عالم شعلہ نوا خطیب اور مانے ہوئے منتظم تھے۔ اعلیٰ پایہ کے ادیب اور صحافی تھے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ آپ کا شمار برصغیر کے مقبول ترین خطباء اور اہل قلم میں ہوتا تھا تو بے جا نہ ہوگا۔ مسائل کی تحقیق میں گہری نظر تھی۔ سیاسیات سے بھی اچھی دلچسپی رکھتے تھے ملکی اور عالمی خبروں پر آپ کی پوری نظر ہوتی تھی۔ آپ باقاعدگی سے متعدد اخبارات کا مطالعہ کرتے تھے۔ اہم خبروں پر سرخ نشان لگا لیتے

(۱) حضرت مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا حافظ محمد یوسف علیہ الرحمۃ نے جریدہ اہل حدیث ہفت روزہ جاری کیا۔ جو ۲۵/جمادی الاول ۱۳۸۰ھ/۱۵/نومبر ۱۹۶۰ء کو جاری ہوا اور ۱۹/ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ/ یکم اپریل ۱۹۶۳ء تک نہایت عمدگی سے اسلام کی اشاعت وترویج میں معروف رہا۔

تھے۔ اس وقت دو بڑی جماعتیں تھیں۔ ایک مسلم لیگ دوسری کانگرس۔ آپ شروع میں کانگریس سے وابستہ رہے بعد میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ اور تحریک پاکستان کے سلسلہ میں بھی آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

۳۸ سال تک صحافتی دنیا سے تعلق رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی سلسلہ جاری رہا۔ مولانا مرحوم ایک اعلیٰ پایہ کے طبیب بھی تھے اور طب کو ہی ذریعہ معاش بنایا۔

طبی کارخانہ

طبی دواخانہ قائم کیا جس کا نام "طبی کارخانہ" رکھا۔ حتیٰ کہ یہ ادارہ پاک و ہند میں مشہور ہو گیا اور طب کی اشاعت کے لئے ۳۰ کے قریب طبی کتابیں لکھیں۔ اور ایک ماہنامہ "طبی میگزین" کے نام سے نکالتے رہے۔ جو بڑا جامع میگزین تھا۔

وفات

حضرت مولانا عبدالمجید مرحوم اگست ۱۹۵۹ء میں ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہوئے۔ علاج معالجہ ہوتا رہا مگر افاقہ نہ ہوا۔ علاج کے سلسلہ میں لاہور میں مقیم تھے۔ جہاں آپ نے ۶/ نومبر ۱۹۵۹ء ۴/ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ کو انتقال کیا۔ آپ کی نعش سوہدرہ لائی گئی۔ آپ کے گرامی قدر صاحبزادہ مولانا حافظ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو آپ کے جد امجد حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

قومی وملی خدمات

حضرت مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کی قومی وملی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔ شروع میں کانگرس سے وابستہ رہے مگر جب کانگرس نے اپنی ہندو نواز پالیسی پر زیادہ زور دیا اور مسلمانوں کو در پردہ نقصان پہنچانا شروع کر دیا تو بہت سے مسلمان زعمائے کرام نے کانگرس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ آپ نے بھی مسلم

لیگ میں شمولیت اختیار فرمائی۔ مسلم لیگ میں شامل ہونے کے بعد آپ نے تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اور تحریک پاکستان کے حق میں اخبار مسلمان میں بیشتر مضامین لکھے۔ اور قریہ قریہ جا کر عوام کو تحریک پاکستان سے روشناس کرایا اور انقلاب آفریں تقاریر کے ذریعے ان میں اک روح پھونک دی۔

ذاتی حالات

سراپا

مولانا عبدالمجید سوہدروی کا قد میانہ و مناسب' جسم دوہرا' رنگ کھلا ہوا گندمی مائل بہ سپیدی' ناک ستوان' آنکھیں بڑی' مجموعی حیثیت سے سراپا بڑا دلکش تھا۔ بدن بہت گندھا ہوا اور مضبوط اور اعصاب طاقتور تھے۔ ساری عمر علمی مشاغل اور دماغی کاموں میں گزری تھی طبیعت میں استقلال اور عزم تھا۔ جسمانی مشقت خوب کرتے تھے۔ خوبرو' فرخندہ رو' صحت مند اور بڑے چاق و چوبند تھے۔ گلی بازار میں آرام سے چلتے۔ مگر جب اپنی زمین میں جاتے تو بہت تیز چلتے۔

لباس

لباس سادہ مگر صاف ستھرا زیب تن کرتے تھے۔ شلوار قمیض' شیروانی اور ترکی ٹوپی پہنتے تھے۔ پگڑی کا استعمال بھی کرتے تھے اور موسم گرما میں تہبند بھی استعمال کر لیتے تھے۔ جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو اچھے لباس میں ہوتے۔ جس میں آپ بہت جچتے تھے۔

کھانا

کھانے کا اچھا ذوق تھا۔ البتہ کوئی خاص اہتمام نہ تھا۔ جیسا مل جاتا کھا لیتے۔ لیکن آپ کے گھر میں کھانا معیاری اور بہت خوش ذائقہ پکتا تھا۔ موسمی پھلوں کے خصوصاً آم کے بہت شوقین تھیں۔ خوش خوراک تھے۔ اور خوراک خوب سیر ہو کر کھاتے تھے۔

سادگی اور نفاست

آپ طبعاً سادہ اور تکلفات سے مبرا تھے۔ آپ کو صاف ستھری زندگی پسند تھی۔ تکلفات ان کے ذوق کے خلاف تھے۔ اس لئے بقدر ضرورت لیکن بہت صاف ستھرا اچھا اور معیاری سامان رکھتے تھے۔

فضائل واخلاق

فضائل واخلاق کا پیکر تھے۔ حلم وعفو متانت وسنجیدگی تواضع وانکساری ان کے حمیدہ اخلاق کے جلی عنوانات تھے۔ طبعاً بڑے نرم خو اور متحمل مزاج تھے۔ البتہ ناجائز اور ناگوار بات سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور غصہ آتا تو چہرے کے تغیر تک محدود رہتا۔ اور اگر ضرورت پڑتی تو ڈانٹ بھی پلا دیتے۔ اور منہ پر بات کر دیتے تھے۔ غیبت چغلی قطعاً ناپسند تھی۔ اگر کسی سے سیاسی یا علمی اختلاف ہوتا تو زبان سے اظہار نرم الفاظ میں کرتے تلخی اور درشتی ان کے مزاج کے خلاف تھی۔ بڑے مدبر فیاض' عالی ظرف' عالی دماغ' اور خوش خصال تھے۔ لوگ انہیں اوصاف وکمالات کی وجہ سے آپ کا نہایت احترام کرتے تھے۔

متانت وکم سخنی

حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کام کے دھنی تھے۔ گفتگو مطلب کی کرتے تھے۔ ان کی مجلس بڑی دلچسپ ہوتی تھی کہ ہر ذہن کا آدمی اس سے لطف اٹھاتا تھا اور ان کی مجلس سے اٹھنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔

اعتماد وحسن ظن

باہمی محبت' حسن ظن اور اعتماد ان کا اصول زندگی تھا۔ ان کا قول تھا کہ میں ہر شخص کو اچھا سمجھتا ہوں جب تک وہ اپنے آپ کو برا ثابت نہ کرے۔ محبت' اعتماد اور احترام میرا دستور العمل ہے۔ چنانچہ جب سے میں نے یہ اصول اپنایا اس وقت سے مجھے زندگی کے ہر موڑ میں کامیابی ہوئی ہے۔ آپ ساتھیوں کو بھی باہمی احترام ومحبت اور حسن ظنی کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔

ذوق مطالعہ

آپ کو شروع ہی سے کتب بینی اور مطالعہ کا شوق تھا۔ آپ سفر میں بھی مطالعہ میں مصروف رہتے اور مطالعہ کے لئے جو پروگرام بنایا ہوا ہوتا کبھی بھی اس کے خلاف نہیں کرتے تھے۔ اور جو کتاب پڑھتے بڑے انہماک سے پڑھتے۔ اور جابجا کتاب پر حواشی اور نوٹ لکھتے تھے۔ آپ مذہب اور تاریخ وجغرافیہ اور معلومات عامہ کا گنجینہ تھے۔ علاوہ ازیں ملکی بلکہ عالمی سیاست پر پوری نظر رکھتے تھے۔ پاک وہند کے اخبار زیر مطالعہ رکھتے تھے۔ اخبارات کے مطالعہ پر زیادہ وقت نہیں لگاتے تھے۔ بس کام کی خبریں دیکھتے تھے۔

درس وتدریس کا ذوق

آپ نے تکمیل تعلیم کے بعد اسلام کی اشاعت کے لئے زبانی وعظ وتذکیر کے علاوہ اخبار کو ذریعہ بنایا اور ملک بھر میں جگہ جگہ درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ہمارے محلہ میں ملک عنایت اللہ عراقی مرحوم کے گھر کئی سال صبح کے وقت آپ نے قرآن وحدیث کا درس دیا۔ اس درس میں آپ نے قرآن مجید اور حدیث کی کتابوں میں مشکوٰۃ المصابیح' ریاض الصالحین' ترمذی اور نسائی کا درس دیا۔ اس کے بعد دوبارہ قرآن مجید کا درس شروع کیا کہ پورا نہ ہو گئے اور یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ کا درس بڑا شاندار اور جاندار ہوتا تھا جس میں کافی حاضری ہوتی تھی۔ مردوں کا کمرہ الگ تھا عورتوں کا الگ۔ لوگ آپ کے درس کے منتظر ہوتے تھے۔

معمولات

حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ بڑے لوگوں کی طرح معمولات کے پابند تھے۔ ان کا معمول عموماً یہ تھا کہ نماز فجر کے بعد اپنی زمین پر چلے جاتے اور وہاں دو تین گھنٹے کام کرتے۔ اس کے بعد واپس آ کر درس دیتے۔ ۹ بجے فارغ ہوتے' ناشتہ کرتے اور اس کے بعد ظہر تک دفتر میں کام کرتے۔ ظہر کی نماز کے بعد دوبارہ دفتر میں عصر تک کام کرتے اور عصر کی نماز کے بعد پھر زمین پر چلے جاتے اور مغرب کے قریب واپس آتے۔ اور کھانا

کھانے کے بعد عشاء کی نماز تک مطالعہ میں مصروف رہتے۔ظہر' عصر یا مغرب کی نماز کے بعد تقریباً پندرہ بیس منٹ نمازیوں میں مجلس جم جاتی۔اس سے لوگوں کی بے حد پالیدگی ہوتی۔جس سے عوام بڑا لطف اٹھاتے۔

معاصرین اور احباب

آپ کے کاموں کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔علم و ادب' مذہب و سیاست' تعلیم و تدریس' تصنیف و تالیف بیرونی عوامی جلسے غرض ہر میدان میں آپ کے کارنامے ہیں۔اس لئے ان کے تعلقات کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا۔ان کے ممتاز معاصرین میں مشکل ہی سے کوئی ایسا شخص ہوگا جس سے ان کے تعلقات نہ رہے ہوں آپ کے ہر مکتب فکر اور ہر فن کے بڑے لوگوں سے روابط تھے۔ان سب کا ذکر دشوار بھی ہے اور غیر ضروری بھی۔اس لئے یہاں صرف خاص ان لوگوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔جن سے آپ کے تعلقات بہت زیادہ تھے۔

علماء و اصحاب علم و فضل سے روابط

علماء میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی " مولانا محمد اسمٰعیل السلفی " مولانا احمد الدین گکھڑوی " مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی' مولانا احمد علی لاہوری' سید عطاء اللہ شاہ بخاری" مولانا قاضی سلیمان منصورپوری' مولانا نور حسین گھرجاکھی " مولانا ثناء اللہ امرتسری " مولانا ابراہیم سیالکوٹی " مولانا میر محمد ابراہیم بھابڑی " مولانا حنیف ندوی" مولانا عطاء اللہ حنیف' سید عنایت اللہ شاہ بخاری' مولانا عصام' حافظ اسماعیل روپڑی وغیرہم سے خاص تعلقات تھے۔

احباب خاص

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے آپ کے تعلقات کا دائرہ بہت وسیع تھا البتہ قصبہ سوہدرہ میں احباب خاص صرف چند تھے۔اور ان احباب میں بزرگ بھی شامل تھے۔اور آپ کے ہم عمر بھی اور آپ سے چھوٹے بھی۔مثلاً:

ملک نیاز علی عراقی' ملک نواب خان نوشہروی' ملک حاجی محمد حسین' ملک عبدالغنی ولد ملک تاج الدین' ملک غازی محمد بشیر' ملک کرامت اللہ انور' ملک حاجی عبدالکریم' مولوی ابو محمود ہدایت اللہ' مولوی حاکم الدین' ملک رحمت اللہ' ملک حافظ محمد یعقوب' ملک غلام باری' ملک عبداللہ کھنڈ والا' ملک عبداللہ دکاندار' ملک عبدالرحمٰن نمک والے' ملک مراد علی' ' ملک عبداللہ خان عراقی ٹھیکہ دار' حکیم عنایت اللہ نسیم' ملک مراد علی' ملک عبدالحق' ملک امام خان نوشہروی' حکیم عبداللہ خاں نصر رحمہم اللہ۔ان کے علاوہ محلہ ارائیاں' محلہ چوہدریاں' محلہ معماراں' محلہ قاضیاں' محلہ تیلیاں' محلہ اعواناں اور بیلے کے علاقہ کے خاص خاص لوگ آپ کے عقیدت مند اور جانثار اور بڑے اچھے ملنے والے تھے۔ان سب کے صرف نام ہی لکھے جائیں تو کئی صفحات درکار ہیں۔

تصنیف و تالیف

ہمیشہ سے کتب کو علم کی روشنی پھیلانے کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا رہا ہے۔چنانچہ آپ نے کتب تصنیف فرما کر اسلام کی خدمت میں نمایاں کردار اختیار فرمایا۔آپ نے عوام و خواص' مردوں' عورتوں' بچوں' بڑوں غرض سب کے لیے کتابیں لکھیں۔اور تقریباً ہر موضوع پر لکھیں۔جو بہت پسند کی گئیں۔آپ کی چند کتابیں یادگار کی حیثیت رکھتی ہیں۔مثلاً رہبر کامل' بچوں کے لیے حدیث کی کتابیں' سیرت الائمہ' سیرت عائشہ صدیقہ' سیرت فاطمۃ الزہراء' دولت مند صحابہ' سیرت آزاد' استاد پنجاب' سیرت ثنائی' تفسیر سورہ فاتحہ' ہندو شعراء کا نعتیہ کلام وغیرہ۔

علاوہ ازیں آپ اپنے وقت کے بہترین طبیب بھی تھے۔چنانچہ آپ نے مختلف طبی موضوعات پر متعدد کتب تصنیف فرما کر ملک و قوم کی بہترین خدمت سرانجام دی۔آپ کی طبی کتابوں کو بھی قبول عام حاصل ہوا۔جن میں پانچ ہزار مجربات' عورتوں کا حکیم' جیبی حکیم' انمول حکیم' دیہاتی حکیم' اسراری نسخے' گھریلو نسخے' آسان نسخے' حیوانی نسخے' خواص ہادیان' اکسیری مجربات وغیرہ کتب بہت مشہور و متداول ہوئیں۔

ابتدائیہ

چونکہ اہل حدیث کرامت کو ولایت کے لیے نہ ضروری جانتے ہیں نہ شرط قرار دیتے ہیں اور نہ ہی کرامات کی نشر و اشاعت کرتے ہیں۔ اس لیے بعض لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ جماعت اہل حدیث میں کوئی ولی نہیں ہوا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اہل حدیث نہ کرامات کو مانتے ہیں اور نہ ان میں کوئی اہل کرامت ہوا ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اہل حدیث "جھوٹے ولیوں" کی کرامات کا انکار کرتے ہیں اور ان کی استدراجی و شیطانی حرکات کو کرامت قرار نہیں دیتے۔ [1] اس لیے بھی کچھ عوام ان سے بدظن ہیں" [2] اور کہتے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ ہی کے منکر ہیں۔ اور ان کی کرامات کے بھی قائل نہیں۔

مدت ہوئی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اہل حدیث کی طرف سے اس اعتراض کی بایں طور تردید ہونی چاہیے کہ نفس مسئلہ کی بھی وضاحت ہو جائے' اور عوام پر بھی یہ روشن ہو جائے کہ بفضلہٖ جماعت اہل حدیث میں بے شمار اہل کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جتنے حضرات اہل حدیث میں اہل کرامت ہوئے ہیں' اتنے کسی اور جماعت میں نہیں ہوئے' کرامت کا تعلق ولی سے ہے اور ولی وہی ہو سکتا ہے جو سنت کا سچا پروانہ اور رسول اللہ ﷺ کا گرویدہ

(1) ایسے جھوٹے پیروں کے حالات کا مطالعہ کرنے کے لیے ہمارے ادارے کی کتاب "پیروں فقیروں کے حالات" کا مطالعہ فرمائیں۔ (فاروقی)

(2) اب حالات کافی بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے جیسے نہیں رہے فالحمدللہ علی ذالک جھوٹے ولیوں اور ان کی جعلی کرامات سے خود ان کے مرید باغی ہو رہے ہیں۔ اور ان کے مولوی صاحبان نے بھی اب ایسوں کی مذمت شروع کر دی ہے۔ (فاروقی)

ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اہل حدیث سے زیادہ سنت نبوی کا پابند اور رسول اکرم ﷺ کا محب اور کون ہو سکتا ہے؟ آپ نام کے اہل حدیثوں کو نہ دیکھئے کیونکہ فی زمانہ تو کثرت سے ایسے ہی اہل حدیث کہلانے والے ہیں جو "بدنام کنندہ نکو نامے چند" ہیں یا "برعکس نہند نام زنگی کافور" کے مترادف ہیں۔ میرا تو دعویٰ ان مخلص' بے ریا' عامل بالحدیث' محب رسول لوگوں سے ہے جو صحیح معنوں میں اہل حدیث تھے۔ اللہ کے پیارے تھے۔ رسول پاک ﷺ کے دلارے تھے۔ نہ سب اہل حدیث ایسے ہیں کہ وہ قابل اصلاح ہوں۔ اور نہ سب ایسے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ کے رتبہ کو پہنچ چکے ہوں۔ بہرحال کسی اہل حدیث کو دیکھنے اور جانچنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ اس کا تعلق نبی ﷺ سے کتنا ہے۔ اور وہ سنت کا کہاں تک پابند ہے۔ پس جس شخص کا حضور نبی اکرم ﷺ سے جتنا گہرا تعلق ہو گا اور اسے آپ ﷺ کی سنت سے جس قدر زیادہ پیار ہو گا' وہ اتنا ہی زیادہ مقبول بارگاہ ربانی ہو گا۔ اور ولی اللہ کہلانے کا حق دار ہو گا۔

میں اس مضمون میں پہلے بزرگوں کا تذکرہ نہیں کروں گا کیونکہ ان کے ذکر خیر کے لیے دفاتر درکار ہیں۔ [1] بلکہ دور حاضرہ کے اہل حدیث حضرات کا نمونہ پیش کروں گا۔ جن میں سے اکثر کو آپ جانتے اور پہچانتے ہیں کہ وہ اہل حدیث تھے اور وہ صاحب کرامت بھی تھے۔ اور یہی میں اس مضمون میں ثابت کرنا چاہتا ہوں۔

عبدالمجید خادم عفی عنہ

(1) علمائے اہل حدیث کے سیر و سوانح پر ہماری دو تین کتب زیر ترتیب ہیں۔ جو عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہو کر مارکیٹ میں آ جائیں گی۔ (فاروقی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرامت کی حقیقت

کرامت کی تعریف "شرح عقائد" میں یوں مرقوم ہے:

ظُهُوْرُ أَمْرٍ خَارِقٍ لِلْعَادَةِ مِنْ قِبَلِهٖ غَيْرِ مُقَارِنٍ لِدَعْوَةِ النُّبُوَّةِ فَمَا لَا يَكُوْنُ مُقَارِنًا بِالْإِيْمَانِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ يَكُوْنُ إِسْتِدْرَاجًا۔

"یعنی کرامت اس امر خلاف عادت عامہ (یا خلاف قانون قدرت عامہ) کو کہتے ہیں' جو کسی ولی کی طرف سے ظاہر ہو نہ کہ نبی اور کافر کی طرف سے۔ جو نبی سے بصورت تحدی ظاہر ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اور جو کافر سے صادر ہو اسے استدراج کہتے ہیں"۔

پس "معجزہ" ' "کرامت" ' "استدراج" خرق عادت عامہ ہونے میں مشترک ہیں' یعنی بظاہر تینوں خلاف قانون قدرت عامہ نظر آتے ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "معجزہ" (جسے شرع شریف میں "آیت" (یعنی نشان) کہتے ہیں) کے لیے یہ شرط قرار دی ہے کہ وہ امر ایسا ہو جس کو جن وانس نہ کر سکیں۔ تحدی کی شرط کو انہوں نے اڑا دیا ہے۔ "استدراج" یعنی جو امر کسی کافر کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور وہ عادت عامہ (قانون قدرت عام) کے خلاف ہو' اس کا منشا اور مصدر قوائے انسانی اور شیطانی کو قرار دیا ہے۔ پس معجزہ اور استدراج بالکل الگ الگ چیزیں ہیں۔

کرامت کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ ایسی ہو کہ جسے جن وانس نہ کر سکیں۔ کرامت میں یہ شرط ہے کہ اس کا مصدر واصل (یعنی واقع یا پیدا ہونے کی جگہ) قوائے الٰہیہ اور ملائکہ ہوں یا انسانی قویٰ ہی کو اس طرح کر دیا جائے جو عام معمول سے ہٹ کر ہوں' جس سے صاحب کرامت کا اعزاز واکرام سمجھا جائے۔

خرق عادت

خرق عادت عرف عام میں خلاف قانون قدرت کو کہا جاتا ہے۔ درحقیقت ہم اپنے قلیل علم کی وجہ سے اسے یہ نام دے رہے ہیں۔ ورنہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں' جو خلاف قانون قدرت ہو۔ ہم محض اس لیے اسے "خلاف قانون قدرت" کہہ دیتے ہیں' کہ ہم خود "قانون قدرت" کا پورا پورا علم نہیں رکھتے۔ جو چیز ہمارے علم اور فہم میں آگئی اسے ہم نے قدرت سمجھ لیا۔ اور جس کو نہ جانا اسے خلاف قانون قدرت قرار دے دیا۔ پس صحیح بات یہ ہے' کہ جہاں میں کوئی بھی چیز خرق عادت یا خلاف قدرت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ معجزات کے لیے بھی اسباب خفیہ ہوتے ہیں۔ جنہیں ہم نہیں جانتے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"خرق عادت سے عادت عامہ کے خلاف ہونا مراد ہے۔ بعض صورتوں میں ان کے اسباب خفیہ کا وجود عقل کے دائرہ علم میں آجاتا ہے اور بعض صورتوں میں ان کے اسباب کی تہ تک پہنچنا بجز نور نبوت اور عطائے الٰہی کے ناممکن ہوتا ہے۔ عوام کے نزدیک یہ دونوں خلاف عادت مجہولۃ الاسباب ہیں۔ عقلاء کے نزدیک فرق ہے۔ عرفاء کے نزدیک دونوں عادت الٰہیہ کے موافق ہیں۔ اس لیے خرق عادت کو لفظ "خرق عادت عامہ" کے ساتھ تعبیر کرنا چاہیئے"۔

پس قدرت کا جو فعل عام سنن طبیعہ کے سلسلہ میں ظہور پذیر ہو گا وہ تو اس کی عام سنت اور قانون قدرت کہلائے گا۔

اور جو ظاہری اسباب سے علیحدہ ہو کر کسی خاص مصلحت اور حکمت کے اقتضاء سے ظاہر ہو گا وہ خرق عادت عامہ میں داخل ہو گا۔

اور یہی خرق عادت عامہ جب کسی رجل عظیم کے دعویٰ نبوت اور تحدی کے بعد اس سے صادر ہو تو وہ معجزہ ہو گا جو من جانب اللہ اس کے دعویٰ کی فعلی تصدیق ہے۔ لیکن اس کے مشابہ جب کوئی خرق عادت امر کسی نبی کے دعویٰ نبوت یعنی بعثت اور تحدی سے پہلے ظاہر ہو تو اس کو ارہاص کہتے ہیں۔

اور اگر کسی غیر نبی کے ہاتھ پر اتباع نبی کی برکت سے اس قسم کی خارق عادات علامات دکھائی جائیں تو اس کا نام کرامت ہوتا ہے۔

اور جب یہی علامات کسی ایسے شخص سے صادر ہوں جو کافر ہو یا خلاف شرع امور کا مرتکب ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ امور شیطانی اثر سے صادر ہوتے ہیں۔ جب کوئی انسان شیاطین کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتا ہے' یا جبلی (پیدائشی) مناسبت ان کے ساتھ رکھتا ہے' تو شیطان اسے اپنا آلۂ کار بنا لیتے ہیں۔ اور مختلف صورتوں میں اس کی مدد کرتے ہیں' کبھی:

(۱) اسے دور دراز کی باتیں بتلاتے ہیں۔

(۲) دوسروں کے مافی الضمیر سے آگاہ کرتے ہیں۔

(۳) اس کے دشمن اور مخالفین کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔

(۴) اس کی حاجات جو ان شیاطین کی طاقت میں ہوتی ہیں پوری کرتے رہتے ہیں۔

(۵) اس کی مالی مدد بھی کرتے ہیں۔

(۶) گاہے اسے ہوا میں اڑا کر لے جاتے ہیں۔

جب عوام یہ باتیں دیکھتے ہیں تو وہ اسے بھی ولی کہنے اور سمجھنے لگتے ہیں۔

حالانکہ وہ اس کی کرامت نہیں ہوتی' بلکہ استدراج ہوتا ہے۔ جو ہر منکر اسلام اور کافر یا مشرک بھی کسی خاص ریاضت و کسرت یا کسی مدوّنہ علم کی بناء پر حاصل کر لیتا ہے۔ اسی لیے بعض صوفیاء اور اہل اللہ نے کہا ہے۔ "کہ اگر کوئی شخص تمہیں آگ پر چلتا اور ہوا میں اڑتا ہوا اور پانی پر چلتا دکھائی دے تو جب تک اسے قرآن و سنت کا متبع نہ پاؤ اسے ولی نہ سمجھو۔ اِنَّهٗ لَيْسَ بِوَلِيٍّ اِنَّهٗ شَيْطَانٌ وہ ہرگز ولی نہیں وہ شیطان ہے۔"

کرامت اور استدراج میں فرق

کرامت اور استدراج بادی النظر میں بعض وقت مشتبہ اور متشابہ ہو جاتے ہیں۔ ان میں فرق صرف متصف اور منشا کے اعتبار سے ہوتا ہے' کرامت کا متصف ولی اللہ' مومن اور محب و متبع سنت ہوتا ہے۔ اور استدراج کا متصف گمراہ' فاسق' فاجر' کافر اور مشرک ہوتا ہے۔ کرامت میں بشریہ و شیطانیہ کے علاوہ قویٰ ہوتے ہیں۔ اور استدراج میں قویٰ طبعیہ و شیطانیہ ہوتے ہیں۔ اور سمجھنے والوں کے نزدیک ان دونوں میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ ایک نجیب الطرفین مولود اور ولد الزنا میں۔ کہ بظاہر دونوں بچے یکساں شکل و صورت رکھتے ہیں۔ اور حسی طور پر دونوں ایک ہی طرح کی حرکت و عمل کا نتیجہ ہیں۔ اگر محض اس لیے کہ ان میں سے ایک بچہ فعل حرام کا نتیجہ اور دوسرا عمل مشروع و طیب کا ثمرہ ہے۔ ہم پہلے کے تولد کو مذموم اور قابل نفرت اور دوسرے کی ولادت کو محمود اور موجب مسرت و انبساط سمجھتے ہیں۔

ٹھیک اسی طرح جو "خوارق عادات عامہ" اتباع رسول ﷺ اور معبود واحد و یکتا کی پرستش کا نتیجہ ہوں' وہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں۔ جن کے مبارک و محمود ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس کے بخلاف جو "خوارق" اتباع شیطان' فسق و فجور' وظائف شرکیہ کے ثمرات سے ہوں' ان کا نام استدراج اور فعل شیطانی ہے۔

پس اب نتیجہ کے طور پر ہمیں صاف صاف کہہ دینا چاہئے کہ کرامات سے ولی نہیں پہچانا جا سکتا بلکہ ولی سے کرامات کی شناخت ہوتی ہیں۔ یعنی عرف عام میں یہ مشہور ہے کہ جس سے کرامات کا صدور ہو وہ ولی ہے' یہ غلط ہے۔ ہاں' اگر وہ موحد اور متبع سنت ہو اور عقیدہ و عمل اور تقویٰ سے ولی ثابت ہو جیسا کہ قرآن و حدیث میں اس کی پہچان آئی ہے تو پھر اس سے جو خرق عادت عامہ صادر ہو گا وہ کرامت ہو گی۔ یہ سمجھنا بہت ضرور کر لیں ورنہ یہ مذکور فرق اور نکتہ سمجھے بغیر استدراج اور کرامت میں آپ قطعاً کوئی تمیز نہیں کر سکیں گے۔ اور گمراہی کا غالب خطرہ رہے گا۔ جہلاء یہ فرق نہیں کرتے جس کے نتیجے میں وہ دور کی گمراہی میں جا پڑتے ہیں۔ علماء کا فریضہ ہے کہ انہیں سمجھائیں اور یہ فرق کرے گا اور سمجھائے گا وہ شخص جو حق پرست ہو گا اور حق کو حق اور باطل کو باطل کرنا چاہتا ہو گا۔ مگر اس کے برعکس روپے پیسے اور جھوٹی شہرت کا طالب ہمیشہ جھوٹ اور سچ میں گڈمڈ کرنے کو اختیار و پسند کرے گا۔

اولیاء اللہ کی پہچان

ائمہ حدیث نے جس حدیث کو "ام الاحادیث" یا "ام الجوامع" کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اس میں یہ مذکور ہے کہ جبرائیل امین نے آنحضرت ﷺ سے احسان کے متعلق سوال کیا۔ تو حضور ﷺ نے جواباً فرمایا:

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (صحیح مسلم کتاب الایمان حدیث ۹۳)

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے احسان (یعنی اخلاص) کے دو درجے بیان فرمائے ہیں۔ اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ عبادت میں ایسا حضور اور دل لگی ہو کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہو۔ اسے "مشاہدہ" کہتے ہیں۔ اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تصور اور یقین

کرے کہ اللہ مجھے دیکھتا ہے' اسے "مراقبہ" کہتے ہیں۔

آج جسے تصوف اور درویشی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ زبان نبوی سے اسے "احسان" کہا گیا ہے۔ عوام اور بعض صوفیاء قسم کے لوگ ظاہری احکام کو "شریعت" اور تصفیہ باطن کو "طریقت" اور مشاہدہ و مراقبہ کو "حقیقت" کہتے ہیں۔ مگر اس حدیث میں حضور ﷺ نے تینوں مقامات کا تفصیلی ذکر فرما دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام میں کامل وہی شخص ہے' جو ان تینوں کا جامع اور عامل ہو۔ اگر کوئی شخص پہلی پانچ باتوں پر جما رہے اور آگے قدم نہ اٹھائے اور "احسان" کی عملی تفسیر بن کر نہ دکھائے تو وہ بھی ناقص الایمان ہے۔

پس ایک ولی اللہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے ارکان فلسفہ کا پابند ہو۔ اور پھر اپنی ساری قوتیں عبادت میں صرف کر دے۔ عبادات میں اعلیٰ ترین درجہ نماز کو دیا گیا ہے۔ اور نماز ہی کے متعلق روایات میں آتا ہے:

قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ "نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی مسرت ہے"

اور پھر فرمایا۔ اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ "نماز اہل ایمان کی معراج ہے" ارشاد قرآنی ہے' قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ یعنی "وہی مومن فلاح پائیں گے جو نمازیں خشوع و خضوع سے ادا کرتے ہیں"۔ پھر حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ (صحیح بخاری حدیث ۶۳۱) "نماز ایسی پڑھو جیسی میں پڑھتا ہوں"۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے احسان (تصوف) کا تمام دار و مدار "نماز بطریق سنت" ادا کرنے پر موقوف گردانا ہے۔ پس جو شخص نماز میں خشوع و خضوع قائم نہیں کرتا' طمانیت و سکون اور تعدیل ارکان کی پرواہ نہیں کرتا وہ بھی

ولی نہیں ہو سکتا۔ خلاصہ یہ کہ آدمی رزق حلال کا اہتمام کرے۔ زہد اختیار کرے۔ اور نماز بڑے اچھے طریقے سے ادا کرے۔ جو شخص ایسے کرتا ہے۔ بس سمجھ لیجئے کہ وہ ولایت کی راہ پر ہے۔ مگر اس کے برعکس جو شخص حرام خور' دولت کا پجاری اور نماز سے غافل ہو بھلا وہ کیونکر ولی ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ ہرگز نہیں۔

شیخ' مرشد' صوفی' ولی کے لیے ضروری ہے کہ وہ متبع سنت نبوی ہو اور سنت کا نہایت پابند ہو۔ اور حضور ﷺ جیسی پرسکون اور ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھتا ہو۔ خواہ اس سے کوئی کرامت سرزد ہو یا نہ ہو۔ یہ سب کچھ سمجھ لینے کے بعد آیئے اب کرامت کی شرعی حیثیت سمجھئے۔

کرامت کی شرعی حیثیت

شریعت نے ولی کے لیے کرامت ضروری قرار نہیں دی۔ لہٰذا کرامت کو مدار ولایت نہ سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ کرامت دلیل ولایت ہرگز نہیں ہے۔ ولایت صرف ایمان اور تقویٰ کا نام ہے۔ اسلام میں ہر مومن اور متقی ولی اللہ ہے چونکہ ایمان اور تقویٰ کے مختلف مدارج ہیں۔ اس لیے ولی کے بھی مختلف مدارج ہیں۔ اور ان مدارج کا صحیح علم اللہ ہی کو ہے۔ اور ولی اللہ کے لیے معصوم ہونا کوئی مسئلہ نہیں۔ اور نہ خطا سے بچنا اس کی ولایت کے لیے کوئی ناگزیر وجہ ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ سب صحابہ اللہ کے ولی تھے لیکن ان سے وقتاً فوقتاً خطا کا صدور بھی ہوا۔ خود حضور اکرم ﷺ ان محبوبین بارگاہ الٰہ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں "كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ (مشکوٰۃ المصابیح) "یعنی تم سب خطائیں کرنے والے ہو اور بہترین خطاکار وہ ہیں جو بکثرت توبہ کرنے والے ہیں"۔ جب امت محمدیہ کے بہترین اور افضل لوگ اور اولیاء کے سرخیل و سرتاج غلطی کر جاتے تھے تو بھلا بعد کے اولیاء سے غلطی کا صدور کیوں محال و ممتنع ہو سکتا ہے؟ یہ ہماری سوچ درست نہیں کہ جس سے معمولی سی

غلطی واقع ہو گئی جھٹ اسے اولیاء کی صف سے نکال دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ اولیاء کو کبائر کی طرح صغائر سے بچنا چاہیے۔ لیکن ہمیں اللہ والوں کے بارے میں سوچ سمجھ کر رائے قائم کرنی چاہیے اور عجلت سے کام نہیں لینا چاہئے۔ ہمیشہ ان کا احترام بجا لانا چاہئے۔ اور ان سے ہر ممکن عقیدت و محبت کا رویہ رکھنا چاہیے۔ جو لوگ ان کی شان میں ناروا جملے بولتے ہیں وہ ناروا فعل کا ارتکاب کرتے ہیں۔

حضرت ابو علی جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كُنْ طَالِبًا لِلْاِسْتِقَامَةِ لَا طَالِبًا لِلْكَرَامَةِ فَاِنَّ نَفْسَكَ مُتَحَرِّكَةٌ فِيْ طَلَبِ الْكَرَامَةِ وَرَبُّكَ يَطْلُبُ مِنْكَ الْاِسْتِقَامَةَ۔

"استقامت کے طالب ہو نہ کہ کرامت کے' طلب کرامت نفس کی خواہش ہے اللہ تعالیٰ کو تو استقامت مطلوب ہے"۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح فقہ اکبر" میں حضرت شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"بعض عابدین جب جان فشانی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے متقدمین سلف صالحین رحمہم اللہ کے حالات اور ان کی خرق عادات کا ذکر سنتے ہیں تو ان میں بھی خوارق (نئی نئی اور عجیب عجیب) کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر ان کو کوئی خرق عادت علامت حاصل نہ ہو تو یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ شاید ہمارے عمل میں قصور ہے۔ اگر وہ حقیقت سے واقف ہوتے تو خرق عادت کو معمولی سمجھتے۔ اور یقین کرتے کہ بعض عابدین پر صدور خوارق کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ ان کا یقین بڑھ جائے۔ زُہْدٌ عَنِ الدُّنْیَا میں ان کا ارادہ پختہ ہو جائے۔ اور اسباب ظاہری سے دست بردار ہو جائیں۔ پس صادق راسخ باز کو چاہئے کہ نفس کو استقامت پر مجبور کرے۔ کہ یہی دراصل کرامت (عزت اور ان کے شایان شان) ہے"۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "اَلْفُرْقَانُ بَیْنَ اَوْلِیَآءِ الرَّحْمٰنِ وَ اَوْلِیَآءِ الشَّیْطَانِ" میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"اس امر کا پہچاننا نہایت ضروری ہے۔ کہ بعض کرامات آدمی کی ضرورت کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جب کوئی آدمی ایمان میں کمزور یا کسی چیز کا محتاج ہو تو ان کرامات سے اللہ پر ایمان قوی ہو جاتا ہے اور حاجت رفع ہو جاتی ہے۔ مگر جس کا ایمان قوی ہو گا اس کو ان کرامات کی ضرورت نہ ہو گی۔ علو مراتب اور استغناء کی وجہ اس پر کرامت کا ظہور نہ ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ تابعین رحمہم اللہ میں بہ نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کرامات زیادہ ظاہر ہوئیں"۔

پھر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک دوسرے مقام پر ارقام فرماتے ہیں:

"خرق عادت سے بسا اوقات آدمی کا درجہ کم ہو جاتا ہے۔ اس لیے اکثر صالحین ایسی باتوں سے استغفار کرتے رہے جیسے دیگر گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے۔ بعض پر کرامات کا ظہور ہوتا' تو وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے دور ہونے کا سوال کرتے اور سب کے سب اپنے ساتھیوں اور سالکوں سے یہی کہتے رہتے تھے کہ کرامات پر اعتماد نہ کرنا۔ نہ ان کو مطمح نظر قرار دینا نہ ان سے خوش ہونا۔ اگرچہ تمہارے خیال میں وہ کرامات ہی کیوں نہ ہوں"۔

المختصر ائمہ ہدیٰ رحمہم اللہ نے شرعی نقطہ نگاہ سے کرامت کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔ نہ اسے ولایت کا جزو قرار دیا ہے۔ کہ ہر ولی سے کرامت کا صدور ضروری ہے۔ اگر کسی متبع سنت' مومن کامل اور متقی پرہیزگار سے کرامت کا ظہور ہو جائے تو اس سے انکار بھی نہیں کرنا چاہئے اور اسے ولایت کا معیار بھی نہیں سمجھنا چاہئے۔ کہ جس سے کرامت ظاہر ہو وہ ولی ہے اور جس سے کوئی کرامت ظاہر نہ ہو' خواہ وہ متقی' پرہیزگار' محب اور متبع سنت ہی کیوں نہ ہو' وہ ولی نہیں ہے۔ ایسا

نظریہ رکھنا ہرگز درست نہیں۔ اس سے اولیاء اللہ کی اہانت کا پہلو نکلتا ہے۔ کہ سال' چھ مہینے جس میں کوئی کرامت نہ دیکھی جھٹ اس سے ردائے ولایت چھین لی اور ساتھ ہی اس کی بے دینی کا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اس امت میں اگر بیسیوں اولیاء صاحب کرامت ہوئے ہیں تو ہزاروں لاکھوں ایسے اولیاء ہو گزرے ہیں جو اعلیٰ درجے کے عامل قرآن و سنت اور متبع رسول تھے مگر ان سے کسی کرامت کا مطلق ظہور نہیں ہوا۔

خلاصہ کلام یہ کہ اولیائے کرام کے لئے کرامت کو ضروری اور شرط قرار دینا بجائے خود غلطی اور اچھی خاصی ٹھوکر ہے۔ یہ نظریہ رکھنے کے بعد ہزاروں لاکھوں اولیاء کو ولایت سے خارج کرنا پڑے گا جو بڑی قباحت اور عظیم جسارت ہو گی۔

اہل حدیث اور ولی

جب ہم کہتے ہیں کہ ہر اہل حدیث اللہ کا ولی ہے۔ تو اس سے ہماری مراد رواجی اہل حدیث' بے نماز' داڑھی منڈے' سود خور اور بد عمل وغیرہ گرہ گیر قسم کے لوگ نہیں' بلکہ وہ ہیں جو عقیدہ و عمل ہر اعتبار سے صحیح معنی میں اہل حدیث ہیں۔ اور ہر حال میں شریعت کے پابند اور اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ جن کی ایک ایک ادا سے سنت کی خوشبو آتی ہو۔ جو لوگ کہتے ہیں جماعت اہل حدیث میں ولی نہیں ہوتے وہ غلط کہتے ہیں۔ مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں اور بہ دلائل یہ ثابت کر سکتے ہیں' کہ ہر اہل حدیث اللہ کا ولی ہے۔ کوئی ولی ایسا نہیں جو اہل حدیث نہ ہو۔ سلف سے لے خلف تک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تاریخ کی ورق گردانی کر لیجیے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ کوئی ولی ایسا نہیں ہوا جو سنت کا شیدائی اور حب رسول سے سرشار نہ ہو۔ پس جب کسی کے دل میں یہ دو چیزیں پیدا ہو جائیں گی۔ تو وہ اہل حدیث نہ ہو گا تو اور کون ہو گا؟ آیہ کریمہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (سورہ آل عمران:۳۱) میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا امتحان لیا ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اولیاء اللہ ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرے گا میں اس سے محبت رکھوں گا۔ اور اسے اپنا دوست بناؤں گا۔ پھر جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا مدعی ہو رسول اکرم ﷺ کا اتباع نہ کرے تو وہ اولیاء اللہ میں سے کیونکر ہو سکتا ہے؟ پس یقین جان لیجئے۔ کہ ولی بننے کے لیے اہل حدیث ہونا ضروری ہے اور اہلحدیث وہی ہو سکتا ہے جو قرآن و حدیث کا گرویدہ اور توحید و سنت کا علمبردار ہو۔ قرآن و حدیث سے مستغنی اور توحید و سنت سے بیزار شخص بھلا کیونکر ولی بن سکتا ہے؟

ذرا غور تو کیجئے اہلحدیث کہتے کسے ہیں؟ بعض مولویوں نے اہلحدیث کو ہوا (خوفناک چیز) بنا کر پیش کیا ہوا ہے۔ کئی بیچارے تو اہلحدیث کے سایہ سے بھی ڈرتے ہیں۔ حالانکہ اس کے بڑے شاندار معنی ہیں۔ "اہل" کے معنی "والا" ہیں اور حدیث کے معنی ہیں قرآن اور ارشادات رسول (ﷺ)۔ ہاں ہاں' قرآن کو بھی حدیث کہتے ہیں۔ خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ (مشکوٰۃ المصابیح) بے شک بہترین حدیث قرآن مجید ہے۔ جو لوگ قرآن کو بھی مانتے ہوں اور حدیث کو بھی۔ ان میں آخر خرابی کیا ہے؟

اگر قرآن و حدیث کو ماننا' اپنانا اور پھیلانا جرم ہے تو پھر اہلحدیث یہ جرم تو کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ یہ صرف حاملین مسلک اہلحدیث کی شان ہے کہ وہ بمقابلہ قرآن و سنت کسی بڑے سے بڑے آدمی کو بھی دین میں حجت نہیں مانتے۔ وہ ہر شخص کے کردار اور قول کو قرآن و سنت پر پیش کرتے ہیں مگر قرآن و سنت کو کسی کے کردار اور قول پر پیش کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ اب خود ہی بتایئے بھلا یہ خوبی دنیا کے کسی اور مسلک میں پائی جاتی ہے؟ کم از کم ہم نے تو کوئی مسلک ایسا نہیں

دیکھا۔ ہمارے کچھ دوست اپنے اپنے مخصوص و متعین بزرگوں کی پیروی کرتے ہیں اور بس۔ لیکن اگر وہ یہ تقلیدی ذہن بدل لیں۔ اور ان کا وہی ذہن ہو جو اہلحدیث جماعت کا ہے تو ہر مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ دوبارہ سنئے۔ ہر امام کے ہر قول کو قرآن و سنت پر پیش کیا جائے گا مگر قرآن و سنت کو کسی کے قول پر پیش نہیں کیا جائے گا۔ اہلحدیث کے نزدیک قرآن و حدیث کی تاویل و تحریف اور توڑ موڑ کرنا حرام قطعاً حرام ہے۔ اگر "دوستوں" کا یہی مسلک ہو جائے تو آیئے ہم ایک ہیں۔ "چشم ما روشن دل ماشاد"

اب خدارا خود کہئے کیا دنیا کے تختے پر اس سے بڑھ کر صاف اور سچا کوئی اور مسلک ہے؟ یا ہو سکتا ہے؟ کیا اولیاء اس پیارے مسلک کے علاوہ بھلا کسی اور مسلک کے عامل ہو سکتے ہیں؟ کبھی نہیں۔ ہمارے لیے تو اس کا تصور بھی مشکل ہے۔ ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اور حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کو اللہ کا ولی مانتے ہیں۔ ہم ان کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ وہ دونوں رب کے محبوب اور پیارے اور اللہ کے فضل سے اہلحدیث (یعنی قرآن و حدیث کے حامل و عامل) تھے۔ اور اہلحدیث ہی نہیں تھے بلکہ اہلحدیث گر تھے۔

اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ جماعت اہل حدیث میں سے جو لوگ بھی اس منزل پر پہنچ گئے وہ ولی اللہ ہیں۔ اور ان سے وقتاً فوقتاً کرامات کا ظہور بھی ہوتا رہا ہے۔ ہم آپ کو بہت دور کے زمانہ کے لوگوں کی باتیں نہیں سنائیں گے۔ بلکہ قریب کے زمانہ کے حالات پیش کریں گے۔ تاکہ آپ ان سے سبق و موعظت حاصل کر

---

(۱) دیکھئے ہماری کتاب "تقلید پر ایک مذہبی مکالمہ" اس میں آپ کو ایسے بہت سے شکوک و شبہات کا تسلی بخش جواب ملے گا۔

سکیں۔ تاکہ آپ حاملین قرآن و سنت سے بغض و نفرت کم کر سکیں۔ اور یہ کوئی ناممکن بھی نہیں ہے۔ کھلے دل سے کتاب ہذا کا مطالعہ کرنے سے عمدہ اور خوشگوار تبدیلی واقع ہو سکتی ہے اور یہ کوئی ناممکن بھی نہیں ہے۔ اب اولیائے اہل حدیث کی کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے کتاب ہذا کا کھلے دل سے مطالعہ کریں۔ اور جلد بازی سے ہرگز کام نہ لیں' بلکہ جہاں کوئی اشکال پیش آئے بلا تاخیر اہل علم سے رابطہ قائم کریں۔ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں وہ الجھن حل کرنے کی مقدور بھر سعی کریں۔ انشاء اللہ ہر مسئلہ حل ہو جائے۔

اطلاع

حضرت مولانا محمد سلیمان (روڑوی) تک حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی ﷫ کی یکجا کی ہوئی کرامات ہیں۔ اس کے بعد حضرت مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی سے آخر تک بندہ کی جمع کی ہوئی کرامات ہیں۔ الحمد للہ ان کرامات میں کوئی کرامت وضعی' جھوٹی اور خود ساختہ نہیں ہے۔ اگر کسی کرامت کے سمجھنے میں کوئی الجھن پیش آئے۔ تو شروع سے صفحہ ۴۸ تک دوبارہ مطالعہ کریں۔ بصورت دیگر علمائے راسخین سے رابطہ قائم فرمائیں۔ اور اگر کوئی کرامت واقعی قرآن و حدیث کے معارض ہو تو اسے ترک کر دیا جائے۔ (فاروقی)

①

کرامات حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب لکھوی[1]

(۱) بھنگی چرسی فقیر راہ راست پر آگیا

مولوی قائم الدین صاحب ساکنہ چک ڈھیوالہ ضلع لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کا بیان ہے کہ جن دنوں میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے ہاں لکھوکی پڑھا کرتا

---

(۱) آپ مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ ﷫ مصنف "تفسیر محمدی" کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ ۱۲۵۳ھ میں بمقام لکھو کے ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے' آپ کا نام تو عبدالرحمن تھا۔ مگر محی الدین کے نام سے مشہور تھے' ۷ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا اور سترہ (۱۷) سال کی عمر میں علوم درسیہ متعارفہ سے فراغت پائی۔ طبیعت شروع ہی سے تصوف کی طرف مائل تھی اور کسی پیر طریقت کی تلاش تھی۔ ۲۲ سال کے تھے کہ غزنی پہنچے' اور حضرت مولانا عبداللہ غزنوی کی بیعت کی۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی کے پنجاب تشریف لانے اور امرتسر قیام فرمانے پر تو ہزارہا لوگوں نے فیض پایا۔ مگر غزنی پہنچ کر السابقون السابقون کا مرتبہ آپ ہی نے حاصل کیا تھا۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی صاحب کو آپ سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ "ما و عبدالرحمٰن یکیست" (یعنی ہم اور عبدالرحمٰن صاحب ایک ہیں۔) پھر آپ کو مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا۔ "درمیان ما و شما مناسبت در ازل بود"۔ (ہمارے اور تمہارے درمیان ازل میں بھی مناسبت تھی۔) چنانچہ مولانا عبداللہ غزنوی نے آپ کو اپنا نائب بھی قرار دے دیا تھا۔ آپ کو اکثر الہام ہوا کرتے تھے' جو الگ رسالہ کی شکل میں مطبوع ہیں۔ آخری عمر میں الہام ہوا۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ○ وَادْخُلِي جَنَّتِي ○ جس پر آپ حج کے لیے روانہ ہو گئے۔ اور مدینہ منورہ پہنچ کر بعد زیارت روضہ نبوی حضرت عمر فاروق ﷛ کی دعا

تھا۔ ان ایام کا واقعہ ہے۔ کہ ان کے پاس ایک بھنگی چرسی فقیر آیا جس کی داڑھی تو صفاچٹ تھی اور مونچھیں لمبی لمبی تھیں۔ ہاتھ میں چمٹا' بدن پر کملی' شکل صورت خلافِ شرع' گاتا تھا' اور کہتا تھا کہ مولوی صاحب نشہ ٹوٹا ہوا ہے کچھ دلواؤ۔[1] مولوی صاحب نے ایک طالب علم سے کہا۔ کہ اسے ایک پیسہ دے دو۔ وہ بولا' ایک پیسہ سے کیا بنتا ہے اگر دینا ہے تو کچھ آپ دیں۔ فقیر کا عمل ٹوٹا ہوا ہے۔ نہ بھنگ ملی ہے نہ چرس' مولانا نے ایک نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا: "مجھ سے کچھ

= اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ" نہایت خشوع خضوع سے کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ بیمار ہو گئے۔ اور ۷۰ سال کی عمر میں ۱۵ ذیقعد ۱۳۱۲ھ کو بروز جمعہ وہیں شہادت پا کر جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ کا قطعہ تاریخ ہے ۔

درمدینہ فوت شد قطب زماں — صادقین را نور تا ابد دام

(1) افسوس! کئی لوگ آج کل ایسے بھنگی چرسی لوگوں کو ولی اللہ مانتے ہیں۔ اور اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کی قبر پر گنبد اور عمارت تعمیر کر کے اس کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے ہیں۔ اور اسے حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ اور یہ نظریہ رکھ کر اس سے حاجات طلب کرتے ہیں کہ وہ "سرکار" ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ ہماری دعائیں سن رہے ہیں اور ہماری حاجت براری کی پوری قدرت رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ پورا عقیدہ قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہے۔ ایسا عقیدہ صریح شرک اور واضح کفر ہے۔ یہ گمراہ کن سلسلہ پاک و ہند میں خصوصیت سے پھیلا ہوا ہے ایسا نمونہ آپ ہر شہر اور ہر گاؤں میں دیکھ سکتے ہیں۔ گمراہ مولوی صاحبان لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ ہیں۔ یہ زندہ ہوں یا مردہ' ان کی خدمت میں حاضری دیتے رہو "یہ ید بیضا لیے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں" اور اگر مر جائیں تو انہیں خوش کرنے کے لئے ان کی قبروں پر نذر و نیاز دو۔ اور چڑھاوے چڑھاؤ۔ اور ہر جمعرات کو قوالی کراؤ۔ ماہانہ اور سالانہ عرس منعقد کرو اور یہ لوگ ان کی جھوٹی کرامات مشہور کر کے اپنے ساتھ عوام کو بھی جہنم میں لے جاتے ہیں۔ الاماں۔ (فاروقی)

لینا ہے؟" جونہی اس کی نظر سے نظر ملی۔ وہ لڑکھڑا کر گرا' اور ایسا گرا کہ بے ہوش ہو گیا۔

طالب علم اسے سنبھلنے کے لیے بڑھے۔ مگر وہ ایسا بے حس پڑا تھا' جیسے مردہ' تین گھنٹے بے ہوش پڑا رہا۔ جب ہوش سنبھالا' تو اٹھا۔ مولانا نے پوچھا۔ "کیوں بھائی کیا لینا ہے؟" وہ بولا۔ "جو لینا تھا وہ لے لیا"۔ "جو لینا تھا وہ لے لیا"۔ بس مجھے "مسلمان" بنا دیجئے۔ مولانا نے حجام کو بلوایا۔ اور اس کی مونچھیں اور لٹیں کٹوا دیں' اس نے چرس بھنگ سے توبہ کر لی۔ اور حضرت لکھوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنا شروع کر دیا۔ مولوی قائم الدین صاحب کا بیان ہے' کہ وہ اچھا خاصا عالم اور صوفی بن گیا۔ اور اٹھارہ (۱۸) برس تک محترم مولوی صاحب کی خدمت میں رہا۔

(۴) آپ کا جان لیوا آپ کو دل دے گیا

ایک بار مولانا موصوف معہ چند طلباء کے نہر پر جو لکھوکی سے قریب ہی تھی غسل کے لیے تشریف لے گئے۔ نہر کے متصل ہی ایک سڑک گزرتی تھی' اس علاقے میں ایک محمود ڈوگر نامی شخص رہتا تھا۔ جو بہت بڑا زمیندار اور مغرور و متکبر انسان تھا اور اسے اہلحدیث سے خاص عداوت تھی۔ اس نے بارہا یہ کہا تھا کہ اگر مولوی عبدالرحمٰن مجھے اکیلا کہیں مل گیا تو میں اس جان سے مار ڈالوں گا۔ کیونکہ اس نے اسے سارے علاقہ میں وہابیت پھیلا دی ہے۔[1] کسی طالب علم نے مولانا سے ذکر

---

(1) اس میں محمود ڈوگر کا اتنا قصور نہیں تھا جتنا گمراہ مولویوں کا قصور تھا۔ دراصل اہلحدیثوں کی دعوت و تبلیغ سے یہ مولوی پریشان ہوتے ہیں کہ یہ ہماری "بھیڑوں" کو توحید و سنت کی طرف کیوں لے جاتے ہیں؟ اس سے ان کا کاروبار ٹھپ ہوتا ہے۔ ان کی شرک کی منڈیاں اجڑتی اور گمراہی و بے دینی کے اڈے تباہ ہوتے نظر آتے ہیں۔ اس لئے وہ اہلحدیثوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے رہتے ہیں۔ اور اپنی تقریروں' =

کر دیا کہ محمود آپ کا اشد ترین دشمن ہے اور وہ جا رہا ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ کہ اسے بلاؤ۔ اور کہو کہ جو کچھ کرنا ہے یہیں کر لے۔ طالب علم نے آواز دی۔ کہ میاں محمود! مولوی صاحب یہیں ہیں۔ آؤ اور اپنے دل کے ارمان نکال لو۔ محمود آیا۔ گھوڑی سے اترا۔ ابھی مولانا کے سامنے ہی آیا تھا اور آنکھ سے آنکھ ملی تھی کہ اپنا پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اور ہائے ہائے کرنے لگا۔ حضرت مجھے معاف کر دیجئے۔ میری غلطی تھی۔ میں نے آپ کے خلاف بہت کچھ کہا۔ مگر اب اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں۔ اور معافی چاہتا ہوں۔ مولانا نے کہا۔ دل صاف کر لو۔ اور جاؤ۔ اللہ تمہیں خوش رکھے۔ وہ کہنے لگا "حضور! اب کہاں جاؤں؟ ہاتھ بڑھایئے اور مجھے اپنا مرید بنا لیجئے۔ چنانچہ وہ بڑا نیک نمازی اور توحید و سنت کا علمبردار بن گیا۔ اور وہ بڑے لوگوں کو راہ راست پر لایا۔ وہ اکثر آپ کی مجلس میں آتا رہتا تھا۔ اس واقعہ کے راوی مولوی قائم الدین صاحب کا بیان ہے۔ کہ محمود ڈوگر کی آنکھ پر ایک موہکہ تھا۔ جو اسے بہت تنگ کرتا تھا۔ اور آنکھ ڈھانپ لیتا تھا جس سے وہ سخت تنگ آ گیا تھا۔ اس نے عرض کیا۔ حضرت اس پر دم کر دیجئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے بھی نجات دے دے۔ مولانا نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ اور اس پر لعاب لگا دی۔ محمود کا بیان

= تحریروں تاآنکہ اپنے خطبات جمعہ میں' درسوں اور نجی محفلوں میں اہلحدیثوں کو بدنام کرتے اور انہیں ان کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔ اور انہیں یہاں تک کہتے ہیں کہ ان وہابیوں سے کوئی میل جول نہ رکھو۔ یہ اولیاء کے دشمن اور اماموں کے گستاخ ہیں۔ رسول پاک کی توہین کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ' اس طرح دن رات اہلحدیثوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کر کے اپنے طور پر خوش ہوتے ہیں جیسے کوئی بڑا معرکہ مارا ہو' لیکن حقیقت میں یہ چند ٹکوں کی خاطر اپنی عاقبت تباہ کر لیتے ہیں۔ یہ ہم خوشی سے نہیں کہتے دکھ سے کہتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ انہیں سمجھ عطا کرے۔ آمین (فاروقی)

ہے' کہ اس کے بعد وہ موہکہ کچھ ایسا مٹا کہ کبھی ظاہر نہیں ہوا اور مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس تکلیف سے نجات مل گئی۔

(۳) آپ کی دعا کی برکت

موضع لکھوکی سے کچھ فاصلہ پر ایک جمیل آباد نامی گاؤں تھا۔ جہاں کا سردار جلال الدین عرف "جلو" بہت بڑا زمیندار اور کئی گاؤں کا مالک تھا۔ جلو کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس نے کئی بیویاں کر رکھی تھیں۔ مگر پھر بھی وہ اولاد سے محروم تھا۔

پنجاب میں یہ رواج چلا آ رہا ہے۔ کہ جب کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو' تو وہ پیروں' فقیروں' جوگیوں' مست قلندروں' خانقاہوں اور قبروں کی طرف رجوع کرتا ہے اور ان سے اولاد چاہتا ہے۔[1] جلو بھی اسی خیال کا آدمی تھا۔ اور جہاں کسی فقیر کا پتہ چلتا تھا وہیں اٹھ دوڑتا تھا۔ ایک بار اسے پتہ چلا۔ کہ فیروز پور شہر میں ایک مستانہ ہے جو مجذوب ہے اور بالکل ننگ دھڑنگ رہتا ہے' وہ اس کے پاس گیا۔ اور اس سے بیٹا مانگا۔ مجذوب بولا' نالائق! اگر بیٹا لینا ہے تو لکھوکی جا۔ جلو نے دل میں کہا کہ

---

(1) اگر شبہ ہو تو کسی جمعرات کو کسی "مزار" "دربار" اور "آستانے" پر جا کر دیکھ لیجئے۔ آپ کو یہ سارے پکھنڈ وہاں نظر آ جائیں گے۔ حالانکہ اگر یہ اچھے کام ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہر کو نبی ﷺ کے روضہ اقدس پر جا کر کرتے۔ روضہ کی چوما چاٹی' ماتھا ٹیکنی' رکوع و سجود اور استمداد و استغاثہ کرتے' مگر انہوں نے ہرگز ایسے نہ کیا۔ معلوم ہوا قبروں پر جا کر ایسے کام کرنا حرام و ممنوع اور آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ اور صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کے بابرکت طریقے کے سراسر خلاف ہے۔ یقین جان لیجئے یہ طریقہ صحیح نہیں بلکہ بالکل غلط ہے اور یہ صحیح مسلک اہل سنت والجماعت کے الٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین (فاروقی)

وہاں تو سب وہابی ہی وہابی ہیں۔ بھلا وہاں بیٹا کیسے ملے گا؟ مجذوب نے کہا۔ نالائق۔ جاتا نہیں؟ تجھے بیٹا یہاں سے نہیں بلکہ وہاں سے ملے گا۔ جلو اس مستانہ کے ارشاد پر لکھوکی پہنچا۔ وہاں چوٹی کے بزرگ حضرت مولانا عبدالرحمن لکھوی ہی تھے یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ مولانا عبدالرحمن صاحب نے کہا۔ میں دعا تو کر دیتا۔ مگر تو منکر قرآن ہے۔ تیرے حق میں میری دعا قبول نہیں ہو گی۔ جلو نے کہا میں نے کب قرآن کا انکار کیا ہے؟ آپ نے پوچھا۔ کہ تیری کتنی بیویاں ہیں۔ اس نے کہا کہ سات۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن تو چار سے زیادہ کی اجازت نہیں دیتا۔ پھر تو نے سات کیوں کیں؟[1] اس نے کہا۔ جو حکم ہو۔ میں اس پر عمل کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تین کو ابھی طلاق دے دو۔ گاؤں میں مسجد بنوا دو۔ خود نماز پڑھنے کا اقرار کرو اور دوسروں کو بھی نماز کی تلقین کرو۔ تو میں تمہارے لیے دعا کرتا ہوں۔ اس نے ایسا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اللہ کی قدرت۔ اگلے ہی سال اس کے ہاں فرزند تولد ہوا۔ وہ دوڑا دوڑا آیا۔ اور مولانا کو لے جانا چاہا۔ مگر آپ نہ گئے۔ اور کہا۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ عوام جہلاء یہ سمجھنے لگیں کہ عبدالرحمن نے بیٹا دیا ہے۔ پھر اس نے عرض کیا۔ کہ حضور! آپ اس کی تردید کر دیں اور توحید کا وعظ کہیں۔ تاکہ ہمارے دیہاتوں کے لوگ بھی کچھ توحید و سنت سے آشنا ہو جائیں۔ چنانچہ اس کی ترغیب پر جذبۂ تبلیغ کے تحت آپ وہاں تشریف لے گئے۔ اور کئی دن تک وہاں وعظ فرماتے رہے اور اس علاقے کے قریب قریب سب

---

(1) یہ اس علاقے میں مشہور تھا کہ اس نے اتنی عورتوں سے نکاح کیا ہوا ہے۔ یہ حضرت لکھوی نے بھی سن رکھا تھا۔ یہ نہیں کہ آپ کوئی عالم الغیب تھے' ذخیرۂ اسلام گواہ ہے کہ عالم الغیب صرف ایک اللہ ہے اور کوئی نہیں۔ (فاروقی)

گاؤں اہل حدیث ہو گئے۔ روانگی پر سردار نے آپ کو بہت کچھ دینا چاہا۔ مگر آپ نے ایک دانہ تک قبول نہ کیا۔[1]

(۴) آپ کی بے پناہ روحانی طاقت

حضرت مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مولینا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی رحمہ اللہ نے ایک بار اپنے رسالہ "اشاعت السنہ" میں مرزا قادیانی کو چیلنج دیا۔ کہ وہ ہمارے ایک عالم بے بدل صوفی کامل کے ساتھ روحانی مقابلہ

---

(1) یہ ہے سچے اولیاء کی شان۔ ان کی لوگوں کی جیبوں پر نظر نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی رحمت پر نظر ہوتی ہے۔ ان میں طمع لالچ نام کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ یہ سونا چاندی ان کے نزدیک اہمیت روڑے کا درجہ رکھتے ہیں۔ نیز اولیاء شریعت کے خلاف نہ چلتے ہیں نہ کسی کو چلنے دیتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ شرک پر نفرین بھیجتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کے پھریرے لہراتے ہیں۔ دیکھ لیجئے حضرت کی تبلیغ کی تاثیر سے گاؤں کے گاؤں مسلک حق' مسلک توحید و سنت کے دلدادہ ہو گئے۔ یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ عوام کی اصلاح ہو سکتی ہیں بشرطیکہ شرک و بدعت کے "بیمار مولوی صاحبان" کچھ قربانی دیں۔ ان کی قربانی یہی ہے کہ اپنے حلوے مانڈے کو توحید و سنت پر قربان کر دیں۔ اور کم از کم ارباب توحید و سنت کی راہ میں روکاٹیں حائل نہ کریں۔ ایک مرتبہ خود بندہ نے چند علماء کو ساتھ لے کر اپنے قریب علاقے میں تبلیغ و دعوت کا کام شروع کیا جسے عوام نے سراہا مگر مشرک اور بدعتی مولوی صاحبان دعوت و ارشاد برداشت نہ کر سکے۔ بات وہی ہے جو ہم نے کی ہے کہ اصل مجرم ایسے مولوی صاحبان ہیں جو برائی کے اصل موجب بنے ہیں۔ بھلا اس سے بڑی برائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ توحید و سنت کی آواز کو دبا دیا جائے اور اس کے برعکس لوگوں کو شرک و بدعات کے متعفن گڑھے میں دھکیل کر انہیں جہنم کی راہ دکھلائی جائے۔ یعنی بیچارے عوام کا مال بھی لوٹا جائے اور ایمان بھی۔ ان کا مال کھا کر ان کا ایمان تو رہنے دیتے۔ مگر ان نابکاروں نے ظلم یہ ڈھایا کہ ان کے پلے ایمان نام کی کچھ نہ رہنے دیا۔ (فاروقی)

کرے۔ اگر وہ کامیاب ہوا۔ تو ہم اس کا ساتھ دیں گے۔ اور اگر وہ ناکام ہو گیا تو اپنے دعوے سے تائب ہو جائے۔ یہ روحانی مقابلہ دونوں کو الگ الگ مکان میں بٹھا کر سات دن تک رہے گا۔ مگر مرزا جی نے اس سے انکار کر دیا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ مولانا غلام نبی الربانی صاحب کا بیان ہے کہ میں نے مولینا محمد حسین بٹالوی سے پوچھا۔ کہ وہ کون صوفی بزرگ ہیں جن کی روحانی قوت پر آپ کو اس قدر اعتماد ہے۔ کہ مرزا جی کو ایسا اور ذمہ دارانہ الٹی میٹم دے دیا۔ مولانا محمد حسین صاحب نے فرمایا۔ کہ وہ سید الاتقیا حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب لکھوی ہیں' مجھے ان کی روحانی طاقت پر اتنا اعتماد اور وثوق ہے' کہ اگر مرزا مان جاتا' تو یقیناً تباہ و برباد ہو کر اپنے صحیح انجام کو پہنچ جاتا کہ دنیا اس سے عبرت حاصل کرتی۔

(۵) آپ کا ایک الہام

مولانا عبدالرحمٰن صاحب جب سفر حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اور بمبئی پہنچ کر جہاز کا ٹکٹ خرید لیا۔ اور جہاز چلنے کو تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس جہاز پر نہیں جانا چاہئے۔ چنانچہ ٹکٹ واپس کر دیا گیا۔ پھر ایک ہفتہ کے بعد دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا۔ جب وہ تیار ہوا۔ تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ اس جہاز پر نہیں جانا چاہئے۔ ہمراہی حیران تھے' کہ حضرت کیا کر رہے ہیں۔ جان بوجھ کر روانگی میں تاخیر کر رہے ہیں۔ مگر بالآخر آپ کا کہا مانا اور وہ ٹکٹ واپس کر دیا۔ پھر تیسرے دن جہاز پر سوار ہوئے۔ جب جدہ پہنچے۔ تو معلوم ہوا کہ پہلے دونوں جہازوں میں بیماری پھیل گئی تھی۔ اور حکومت نے انہیں چالیس' چالیس دن کے لیے روک لیا ہے۔ یعنی اگر وہ لوگ بھی ان جہازوں میں سوار ہوتے تو چالیس (۴۰) دن بعد جدہ پہنچتے۔ کسی نے مولینا سے پوچھا کہ جہازوں کا آپ کو کیونکر پتہ چلا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ الہام ہوا

تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی تھی۔"[1]

نوٹ: آپ کے بہت سے الہامات اور کرامات اور بھی ہیں۔ مگر یہاں صرف انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ (خادم عفی عنہ)

---

(۱) الہام سے مراد ہے اللہ کی طرف سے خاص اشارہ' جو گاہے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو القاء کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے مولانا عبدالرحمٰن لکھوی علیہ الرحمۃ کو آئندہ احوال کا علم تو نہیں تھا۔ آپ کو یہ علم و آگہی اللہ کے بتانے سے ہوئی۔ اور علم غیب وہ ہوتا ہے جو کسی کے بتائے بغیر اپنے آپ معلوم ہو۔ تو اصل بات یہی ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔ چنانچہ ارشاد قرآنی ہے: قُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ (یونس: ۲۰) "اے حبیب ﷺ! کہہ دیجئے کہ سوائے اس کے اور کوئی بات نہیں کہ چھپی ہوئی بات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے"۔ دوسری جگہ فرمایا: قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ (النمل: ۶۵) "اے محمد ﷺ! کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمینوں میں سے اللہ کے علاوہ کوئی بھی چھپی ہوئی بات نہیں جانتا"۔ ایک جگہ فوت شدگان کا ذکر ہوئے فرمایا: وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (النحل: ۲۱' النمل: ۶۵) "دوسری باتیں جاننا تو رہا در کنار "ان بیچاروں کو تو یہ خبر نہیں کہ انہیں قبروں سے کب اٹھایا جائے گا"۔ ظاہر ہے قبروں سے بت تو نہیں اٹھیں گے' انسان ہی اٹھیں گے۔

یہاں یہ وضاحت کرنا اس لئے ضروری سمجھی گئی ہے کہ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء سب عالم الغیب ہیں۔ لیکن ان کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہے۔ اور صحیح عقیدہ وہی ہے جو قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ زمین و زماں اور کون و مکاں میں مطلقاً کوئی غیب نہیں جانتا۔ اور جس نے جو بتایا اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بتایا ہے۔ اور یہ شان اور کسی کی نہیں ہے۔ یہ قرآن مجید کا بیان کردہ عقیدہ ہے اسے اختیار کرنے میں کسی نبی ولی کی کوئی گستاخی نہیں ہوتی۔ یہ جو باور کرایا جاتا ہے کہ نبیوں ولیوں کے علم غیب کا انکار ان کی گستاخی ہے یہ صریح جھوٹ ہے اور اس طرح کے سب غلط مفروضے ہیں' جو جھوٹ پر جھوٹ کی بنا رکھنے کے مترادف ہے۔ اس موضوع پر "رسالہ علم غیب" کا مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ سب شکوک و اوہام دور ہو جائیں گے۔ (فاروقی)

کے بھتیجوں حافظ محمد اسماعیل روپڑی اور حافظ عبدالقادر روپڑی کو وہ مقام بخشا کہ سبحان اللہ! برصغیر پاک وہند میں ان کا طوطی بولتا تھا۔ آپ کی اعجاز آفریں پر تاثیر نگاہ نے بہت سے لوگوں کو شرک وبدعت کے خارستان سے نکال کر توحید وسنت کے چمنستان میں لا کھڑا کیا۔ ہندو' سکھ' عیسائی سب آپ کی تکریم کرتے اور آپ کے علم وفضل کا لوہا مانتے تھے۔ آپ کا فتاویٰ بہت مقبول ہے اور عام ملتا ہے جو آپ کی وسعت اور رسوخ فی العلم کا پتہ دیتا ہے۔

(۲) آپ کا تقویٰ وللہیت

آپ ہر وقت اللہ سے ڈرتے تھے۔ آپ کی زبان ہمہ وقت ذکر الٰہی سے تر رہتی تھی۔ آپ زندگی بھر قرآن وحدیث پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔ ہر بات میں ہمیشہ سنت کا خیال رکھتے۔ ہر وقت باوضوء رہتے۔ پوری زندگی بغیر تکبیر تحریمہ کے نماز ادا نہیں کی اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ باقاعدگی سے تہجد' اشراق اور عام نوافل ادا کرتے۔ روزانہ کئی کئی پارے تلاوت قرآن کرتے۔ چوبیس گھنٹے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے محبت میں سرشار رہتے۔ مشکوک کھانا نہ کھاتے۔ لوگوں کے پاس نہ جاتے۔ لوگوں کو ہمیشہ قرآن وسنت کی تلقین فرماتے تھے۔ قرآن وسنت سے باہر جاتے نہ کسی کو جانے دیتے۔ اکثر دوسروں کو بھی تقویٰ وللہیت کی تلقین کرتے۔ غرض تقویٰ اور پرہیزگاری آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ أعلٰی اللّٰہُ تعالٰی مَقَامَہٗ

(۳) قرآن سے شغف

حضرت محدث روپڑی رحمہ اللہ کے علم وتقویٰ اور شغف بالقرآن والحدیث کا آپ کے خاندان پر بڑا اثر ہوا۔ اتنا ہوا کہ آپ کے خاندان میں دو چار نہیں بیسیوں لڑکے اور لڑکیاں حافظ قرآن ہوئے۔ بلکہ یوں کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ شاید ہی

کوئی لڑکا یا لڑکی ایسی ہو جو حافظ قرآن نہ ہو۔ جسے دیکھو وہی قرآن کا حافظ ہے۔ برصغیر میں شاید ہی کوئی خاندان ایسا ہو جس میں اتنی تعداد میں قرآن کے حافظ ہوں۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

(۸)

کرامات امام سید عبدالجبار غزنوی

(۱) روحانی قوت

آپ کا علمی وروحانی پایہ بہت بلند تھا۔ بڑے گداز سے قرآن مجید پڑھتے تھے۔ دور دور سے لوگ نماز فجر آپ کی اقتداء میں ادا کرنے کو اپنی روحانی تسکین کا باعث سمجھتے تھے۔ لوگ آپ کی زیارت کرنے اور مجلس اختیار کرنے کو بڑی خوش نصیبی جانتے تھے۔ آپ کے بیان میں بلا کی تاثیر ہوتی تھی۔ جسے سن کر سامعین کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ آپ کی نگاہ میں بے پناہ روحانی جلال تھا۔ بقول حضرت محدث گوندلوی جب آپ پر روحانی کیف طاری ہوتا تو سامنے سے گزرنا آسان نہ ہوتا...... آپ سے متعدد کرامات منسوب ہیں۔ یہاں نمونتاً دو ایک کرامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے:-

(۲) دم اور دعا کی تاثیر

شیخوپورہ ضلع کا ایک مشہور بڑا گاؤں فیروزوٹواں ہے وہاں کے ایک شخص کی ٹانگیں بوجہ پولیو ناکارہ ہو گئیں۔ جس کی بنا پر وہ چلنے پھرنے سے رہ گیا۔ گھر والے بہت متفکر اور پریشان ہوئے۔ ایک مرتبہ حضرت المحترم مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ ان لوگوں نے آپ کی خدمت میں دم اور دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ نے دم کیا۔ اور ٹانگوں پر ہاتھ پھیرتے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

میں بڑے الحاح سے دعا کی۔ گاؤں والوں کا بیان ہے کہ اگلے ہی روز سے وہ مریض صحت مند ہونا شروع ہو گیا۔ اور چند ہی دنوں میں بالکل بھلا چنگا ہو گیا۔ اور کافی عرصہ زندہ رہا۔ اور معمول کے مطابق سارے کام کرتا رہا۔ یہ واقعہ پورے علاقے میں مشہور ہو گیا۔

(۳) دیدارِ پیغمبر علیہ السلام

مولوی عبدالکریم فیروز آبادی کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار حضرت امام عبدالجبار غزنوی صاحب سے پوچھا۔ حضرت! کیا آپ کو خواب میں کبھی آنحضرت ﷺ کی زیارت بھی ہوئی ہے؟ فرمایا۔ کیا پوچھتے ہو؟ واللہ! اگر کسی ہفتے یہ نعمت عظمیٰ نصیب نہ ہو تو میں بے قرار ہو جاتا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ مجھے ہفتہ میں ایک بار ضرور خواب میں آنحضرت فداہ ابی و امی ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ

۹

کرامات مولانا سید داؤد غزنوی

(۱) آپ کی بابرکت مجلس

آپ کے مقام و مرتبہ سے کون آگاہ نہیں؟ آپ جس مجلس میں ہوتے اس کو چار چاند لگ جاتے۔ آپ کی مجلس بڑے ادب و احترام اور وقار کی آئینہ دار ہوتی اور اس میں یاوہ گوئی کی کسی کو جرأت نہ ہوتی۔ آپ کی مجلس اقبال مرحوم کے اس شعر کی آئینہ دار ہوتی ؎

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اور وہاں بیٹھے لوگوں کو ایک روحانی کیف و سرور حاصل ہوتا۔ آپ کی مجلس بابرکت سے اٹھ کر وہ کیفیت پیدا نہ ہوتی۔

(۲) دودمانِ غزنوی کا روشن ستارا

آپ دودمان غزنوی کے روشن ستارے تھے۔ آپ جس محفل یا جلسہ میں تشریف لے جاتے اس کی شان و شوکت بڑھ جاتی۔ لوگ آپ کو ایک نظر دیکھنے کے لیے بے تاب ہوتے اور آپ کی زیارت کرنے کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے۔ آپ کو یہ جاہ و جلال اور روحانی عزت و عظمت ورثہ میں ملی تھی۔ امام الاتقیاء حضرت مولانا عبداللہ غزنوی جن کا بیان گزر چکا ہے کہ توحید و سنت پر استقامت کے "جرم" میں حکومت کابل نے آپ کی پشت پر کوڑے برسائے مگر وہ کوڑے آپ کو روئی کے گالے محسوس ہوتے تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سنت نبوی كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِي كُلِّ أَحْيَانِهِ کے مطابق ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ اور جب کبھی گوشہ تنہائی میں وجد میں آ کر ذکر الٰہی کرتے تو آپ کے ساتھ در و دیوار بھی ذکر میں مصروف ہو جاتے۔ آگے ان کے صاحبزادہ مولانا عبدالجبار غزنوی کی تلاوت قرآن سننے کے لئے کئی کئی میل دور سے لوگ آپ کے پیچھے نماز فجر ادا کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ یہ باپ دادا کا اثر اور خاندانی پرتو حضرت مولانا داؤد غزنوی پر بھی پڑا۔ آپ کی محفل میں جلال اس قدر ہوتا تھا کہ اس میں گفتگو کرنے سے بڑے بڑے ہچکچاتے تھے۔ آپ کے سامنے بات کرنا بڑے حوصلے کا کام تھا۔ آپ غیر معیاری، پھسپھسی اور رکیک گفتگو پسند نہیں کرتے تھے۔

(۳) گاڑی بال بال بچ گئی

میاں فضل حق علیہ الرحمۃ سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

بہت نیک، شریف، خدا ترس اور علماء کے قدر دان انسان تھے۔ آپ حضرت جد محترم مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے بندہ سے بہت شفقت فرمایا کرتے تھے، ایک ملاقات پر آپ نے مجھ سے باتیں کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ مولانا داؤد غزنوی موسم گرما میں تقریباً ہر سال خوشاب میرے ہاں تشریف لایا کرتے تھے، میں نے پہاڑیوں کے اوپر صحت افزاء جگہ پر ان کے قیام کے لئے الگ رہائش گاہ بنا رکھی تھی۔ ان کے آمد اور ان کے یہاں قیام سے ہمیں دلی سکون ملتا تھا۔ میاں صاحب نے بتایا، آپ بڑے ذاکر و شاکر تھے۔ ایک روز دوران سفر ہماری گاڑی ان بیلنسڈ (غیر متوازن) ہو کر پھسلنے لگی۔ میں بھی اسی گاڑی میں تھا۔ ہم گھبرا گئے کیونکہ گاڑی خطرے کی حالت میں تھی۔ مگر مولانا غزنوی نہایت پر سکون حالت میں ذکر الٰہی میں مصروف تھے اور اللہ سے استمداد و استعانت کر رہے تھے۔ تا آنکہ گاڑی قابو میں آکر سیدھی ہو گئی۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت مولانا کی طبیعت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا۔ اور میاں صاحب نے یہ بھی بتایا کہ میں مولانا پر جتنا مال خرچ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے بہت جلد اس سے کئی گناہ زیادہ عطا فرما دیتا ہے۔ میاں صاحب نے لیز پر کوئلہ کے پہاڑ لئے ہوئے تھے ان میں بہت فائدہ ہوتا تھا، آپ نے یہ بھی بتایا کہ جس قدر مساجد، مدارس اور غرباء وغیرہ پر روپیہ صرف کرتا ہوں اس سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ مجھے برکت دے دیتا ہے میں مٹی کو ہاتھ ڈالتا ہوں تو رب تعالیٰ اسے سونا بنا دیتا ہے۔

(۳) ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ

ولی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ تنگ دست ہو اور پھٹا پرانا لباس رکھتا ہو۔ کاروبار سے دور اور دنیا سے الگ تھلگ پہاڑوں اور جنگلوں میں بسیرا کرتا ہو۔ بلکہ ولی دولت مند، صاحب جائیداد، اچھے کاروبار کا حامل اور خوش لباس بھی ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ مولانا داؤد غزنوی مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا قاضی سلیمان منصور پوری، مولانا عبدالمجید سوہدروی مولانا محمد صدیق کرپالوی و غیرھم تھے۔ فیاض ازل نے انہیں دین و دنیا کی ہر نعمت سے نوازا تھا۔ زمانہ حال اور ماضی میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ پہلے بزرگوں میں صحابہ کے بعد ائمہ دین میں امام ابو حنیفہؒ بڑے کاروباری تھے۔ امام نسائی کے تمول اور خوش خوراکی کا یہ عالم تھا کہ روزانہ ایک مرغ کھاتے تھے ''کَانَ یَاکُلُ دِیْکًا فِیْ کُلِّ یَوْمٍ دیکھو مقدمہ سنن نسائی، اسی طرح حضرت قیس اور حضرت خواجہ حسن بصری (انہیں حسن اولوئی بھی کہتے ہیں کیونکہ آپ موتیوں کی تجارت کرتے تھے) حضرت حماد، ہر سال ماہ رمضان المبارک میں پانچ سو (۵۰۰) آدمی ان کے دستر خوان پر روزہ افطار کرتے تھے۔ مصر کے امام لیث ان کی سالانہ آمدنی اسی (۸۰) ہزار پونڈ تھی۔ ربیعہ بن فروخ رائی بڑے امام اور بزرگ ہو گزرے ہیں آپ ایک متمول آدمی تھے آپ کے والد فروخ نے آپ کی تعلیم پر تیس (۳۰) ہزار اشرفیاں خرچ کیں۔ شیخ شہاب الدین سہروردی جنہیں لوگ سید الاتقاء کہتے ہیں ان کے تمول و تجمل کا یہ عالم تھا کہ ان کے گھوڑے طلائی اور نقرئی میخوں سے بندھا کرتے تھے۔ حضرت یحییٰ برمکی بڑے دولت مند تھے۔ ہزاروں لاکھوں روپے خیرات کرتے تھے۔ آپ علماء کو چھپ چھپ کر روپے بھیج دیا کرتے تھے۔ حضرت فضل برمکی کا بھی یہ حال تھا (رحمہم اللہ) بطور نمونہ چند بزرگوں کی دولت مندی اور خوش حالی و خوش خوراکی کا ذکر کرنے سے مقصد یہ بتانا ہے کہ دولت اور ولایت میں کوئی تناقض یا ضد نہیں۔ اولیائے کرام، ارباب دول اور مخیر بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض ناہنجار قسم کے لوگ جیسے ہی کسی بزرگ کو خوشحال دیکھتے ہیں جھٹ اسے دنیا دار کہہ دیتے ہیں۔ کیا متعدد صحابہ و ائمہ اولیاء بالدار اور دولتمند نہیں تھے؟ ان میں بڑے بڑے دولت مند تھے مثلاً حضرت عبدالرحمٰن بن

عوف، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت عثمان، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت سعید، حضرت عباس، حضرت حسن، حضرت امیر معاویہ، حضرت عدی، حضرت ابوعبیدہ، حضرت سعد، حضرت ارقم[1] (رضی اللہ عنہم) یہ سب عظیم لوگ مالدار بھی تھے اور رب کے پیارے بھی۔

(10)

کرامات شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

(1) عظیم کرامت

اللہ تعالیٰ نے کشمیری پنڈت خاندان کے اس فرد کو دنیائے اسلام میں وہ مقام بلند عطا کیا کہ باید و شاید۔ یہ رجل عظیم اپنے عہد کا منفرد مفسر قرآن ہونے کے علاوہ مناظر اسلام بنا۔ ایسا مفسر اور مناظر کہ جس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ یہ اپنے عہد کا عظیم و صاحب طرز خطیب اور یکتائے روزگار عالم تھا۔ آپ کو بے پناہ مقبولیت حاصل تھی۔ تمام فرقے آپ کو بنگاہ احترام دیکھتے تھے۔

(2) ایک اور کرامت و فضیلت

آپ نے زندگی میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے علاوہ بہت سے غیر مسلموں کے ساتھ مناظرے کیے۔ اور اللہ کے فضل سے ہر مناظرے میں اعلیٰ کامیابی سے ہمکنار ہوئے اور زندگی بھر کسی ایک مناظرے میں بھی مغلوب نہیں ہوئے۔ کیا یہ بات آپ کی عزت و کرامت کے لئے کم تھی کہ آپ کے مخالفین نے بھی آپ کو داد دی۔ اور باوجود آپ کا مخالف ہونے کے آپ کا لوہا مانتے تھے۔ آپ

(1) ان کے تفصیلی حالات دیکھئے ہماری کتاب "دولت مند صحابہؓ" میں۔

نے مرزا قادیانی سے مباہلہ کیا۔ مرزے نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کو مباہلہ کا چیلنج دے دیا۔ جسے مولانا امرتسری نے بلا توقف قبول کیا۔ اس سے ایک سال بارہ دن بعد مرزا ذلت کی موت مر گیا۔ اور حضرت مولانا اللہ کے فضل سے چالیس (۴۰) برس بعد تک بخیر و خوبی اور بصحت و سلامتی رہے۔ اسلام کا پرچم لہراتے رہے اور مرزائیت کی عمارت میں شگاف ڈالتے رہے اور بنیادیں ہلاتے بلکہ ڈھاتے رہے۔ سید سلیمان ندوی نے آپ کے بارے میں کہا۔ اسلام کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ آپ ہی ہوتے تھے۔

خالد افغانی لکھتے ہیں:

شیر دل انسان، فاتح قادیاں، ابو الوفاء
ملت مرحوم میں اب کون ہے ہمسر ترا؟

مولانا نور حسین گھرجاکھی فرماتے ہیں:

وہ عالم تھا، مجاہد تھا، محدث تھا زمانے کا
وہ عالم تھا، مجاہد تھا، مجدد تھا زمانے کا

ہندوستان کے بہت بڑے عالم مولانا داؤد راز کیا خوب لکھتے ہیں:

خرمن بدعت کے حق میں آپ تھے برق تپاں
اہل سنت کے لیے آپ تھے بوئے عنبری!

حجازا عظمی آپ کو شہ پنجاب (پنجاب کا بادشاہ) کہتے ہیں:

تکتے ہیں تارے شبانہ ماہ عالمتاب کو
ڈھونڈتا پھرتا ہے ہندوستان شہ پنجاب کو

(3) آپ کا تقویٰ اور استغناء

جب آپ تقسیم ملک کے وقت پاکستان تشریف لائے تو کل پچاس روپے

آپ کے پاس تھے۔ بہت سے احباب نے امداد کی کوشش کی مگر آپ نے معذرت چاہی۔ ایک صاحب نے ارادہ کیا کہ سال بھر کا غلہ بھجوا دیا جائے۔ مگر جب معلوم ہوا کہ ملاوٹ کا ہے تو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنیوٹ کی جماعت اہل حدیث نے رقم جمع کر کے آپ کے پاس بھیجی مگر آپ نے اس اعانت کو مناسب نہ سمجھا اور ساری رقم واپس لوٹا دی۔

اس توکل' تقویٰ اور استغناء سے آپ کی شان کس قدر بلند ہوئی آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اگر ہمارے علماء بھی یہ مقام بلند چاہتے ہوں تو انہیں بھی یہ اوصاف اختیار کرنے ہوں گے۔ ان کے بغیر شان بلند ہو سکتی ہے نہ قدر بڑھ سکتی ہے۔

{11}

کرامات حضرت مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی

آپ جماعت اہلحدیث کے بڑے بلند پایہ محقق اور اعلیٰ پائے کے عالم تھے۔ ایک خلق کثیر نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔

(۱) آپ کی ایک کرامت

ماہ رمضان المبارک سر پر تھا۔ والدہ نے آہ سرد بھر کر کہا۔ کتنی خوش نصیب ہیں وہ مائیں کہ جن کے بچے تراویح میں قرآن سنائیں گے۔ میر سیالکوٹی کا زمانہ بچپن تھا۔ آپ نے ماں کی یہ بات سن لی۔ رمضان کی پہلی تاریخ تھی آپ نے قرآن مجید حفظ

(۱) آپ "سیرت ثنائی" مسلم پبلی کیشنز سوہدرہ کوجرانوالہ کا مطالعہ فرمائیں آپ کو وہاں بہت کچھ ملے گا آپ کے بہت سے مناظرے اور کارنامے کتاب مذکور میں یکجا کر دیئے گئے ہیں (فاروقی)

کرنا شروع کر دیا۔ دن کو جو پارہ حفظ کرتے رات کو وہ تراویح میں سنا دیتے۔ دوسری تاریخ کو دوسرا اور تیسری تاریخ کو تیسرا پارہ سنا دیا۔ ادھر رمضان کی آخری تاریخ تھی ادھر قرآن کا تیسواں پارہ تھا۔ یعنی رمضان ہی میں قرآن یاد کر کے رمضان ہی میں سنا دیا۔ ایسی مثالیں آپ کو بہت ہی کم نظر آئیں گی۔

(۲) ایک اور کرامت

دوسری طرف آپ کو علم دین کا شوق پیدا ہوا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ چھوٹے موٹے عالم نہیں، بحر العلوم بن گئے۔ اور علمی پایہ اتنا بلند ہو گیا کہ معاصرین میں چند گنے چنے علماء ہی آپ کے ہم پلہ ہوں گے۔ آپ قرآن کے مفسر بن گئے۔ درس میں قرآن کی تفسیر کرتے اور طلباء کو علمی انداز سے پڑھاتے تھے۔ اور ان میں علم کے وہ وہ لؤ لؤ و لالہ بکھیرتے کہ علماء دھنگ رہ جاتے۔ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھنا شروع کی مگر پوری نہ ہو سکی ؎ مگر جو لکھی خوب لکھی۔ آپ نے تفسیر سورہ فاتحہ' تفسیر پارہ اول' دوم' سوم' سورہ کہف' سورہ النجم وغیرہ تفاسیر لکھیں۔ آپ کی تفسیر میں عالمانہ شان نظر آتی ہے۔ (۱) اس طرح آپ خداداد صلاحیت کی بدولت حافظ قرآن ہونے کے علاوہ مفسر قرآن بھی بن گئے۔ بڑے بڑے علماء نے آپ سامنے زانوائے تلمذ تہ کیا۔ ان میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی' حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی اور حضرت مولانا احمد دین گکھڑوی جیسے عبقری اور نابغہ روزگار علماء کا نام لیا جا سکتا ہے۔

(۱) تفسیر پر ادارہ مسلم پبلی کیشنز سوہدرہ کوجرانوالہ عنقریب کام شروع کرنا چاہتا ہے۔ ویسے حضرت میر سیالکوٹی کے پہلے مطبوع تین پارے ہمارے ادارے سے مل سکتے ہیں۔ (فاروقی)

(۳) قرآن کی برکت

آپ کے ایمان کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ مرتبہ آپ کی پنڈلی میں کوئی تکلیف ہو گئی جس کے لئے آپریشن ناگزیر ہو گیا ڈاکٹروں نے آپریشن سے قبل ٹیکہ لگانا چاہا مگر آپ نے ٹیکہ لگانے سے منع کر دیا۔ اور فرمایا اسی طرح آپریشن کر دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی اجازت پر چیر پھاڑ شروع کر دی' ادھر حضرت میر سیالکوٹی نے تلاوت قرآن شروع کر دی۔ جب آپریشن مکمل ہو گیا تو آپ کو بتایا گیا' آپریشن ہو چکا ہے۔ آپ جب تک اس کتاب شفا کی تلاوت کرتے رہے آپ کو ذرا تکلیف نہ ہوئی۔

(۴) ایک بہت بڑی کرامت

آپ نے موصوف کے ایمان کا واقعہ پڑھا۔ اس کے بعد اب آپ کے تقویٰ کا بھی ایک واقعہ سن لیجئے' جماعت اہلحدیث کے ممتاز اور بزرگ عالم و خطیب حضرت مولانا عبداللہ گورداسپوری کا بیان ہے۔ ایک جلسہ میں آپ نے تقریر کرنا تھی۔ اسٹیج کافی اونچا تھا۔ وہاں سے اوپر سامنے بیٹھی ہوئی خواتین نظر آتی تھیں جس کا منتظمین کو علم نہیں تھا۔ اس وقت اسٹیج کی ترتیب بدلنا سخت دشوار تھا۔ آپ نے اپنی پگڑی کا شملہ آنکھوں پر ڈال کر تقریر شروع کر دی تاکہ نامحرم عورتوں پر نگاہ نہ پڑے۔ اور اسی طرح آپ نے دو گھنٹے تقریر فرمائی۔ اور اختتام تقریر پر آپ نے آنکھوں پر شملہ ڈالنے کی وجہ بیان کی۔ اور منتظمین کو سمجھایا کہ اسٹیج صحیح طرح بنایا کریں۔ اس میں ایسی خامی نہیں ہونی چاہیے۔

خود بتایئے اس دور میں تقویٰ کی اس سے بہتر کوئی مثال ہو سکتی ہے؟ یہ ہیں ولایت کی اصلی شرائط ایمان اور تقویٰ۔ ایمان ایسا کہ جس میں شرک کی مطلق آمیزش نہ ہو۔ جیسا کہ قرآن نے کہا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ

"یعنی ان کا ایسا ایمان ہو کہ جس میں شرک کی کوئی ملاوٹ نہ ہو"۔ نیز فرمایا: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ ("اے ایمان والو! اللہ سے یوں ڈرو کہ جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے۔" اصل چیز اللہ کا ڈر ہی ہے جو تقویٰ کا محرک ہے۔ بھلا اللہ کے ڈر کے بغیر آدمی گناہ سے کیونکر بچ سکتا ہے؟ اور صحیح تقویٰ یہ ہے کہ ایک ایک ادا سے اس کی جھلک نظر آئے۔ صحیح ایمان اور تقویٰ ہونا ہی اصل کرامت ہے۔ (اگر یہ نہ ہو تو پھر باقی سب شعبدے اور تماشے ہیں۔ ان کا ہونا نہ ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ الحمد للہ ایمان اور تقویٰ یہ دونوں خوبیاں مولانا موصوف میں بتمام و کمال پائی جاتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْفَعْ دَرَجَاتَهٗ

{۱۴}

کرامات مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی

(۱) تقویٰ کی معراج

آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم تھا۔ علم و تقویٰ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ بڑھاپے میں بھی کھڑے ہو کر ہاتھ میں قرآن مجید پکڑ کر تقریر کرتے تھے۔ آپ کا ایک ایک لفظ سامعین کے دلوں میں اترتا جاتا تھا۔ سب لوگ آپ کے بہت گرویدہ تھے۔ ہر وقت نگاہ نیچے رکھتے اور اگر خواتین آپ کے پاس آتیں تو آپ اپنی آنکھیں بند کر لیتے اور جب تک وہ پاس رہتیں آنکھیں بند رکھتے۔ بعض خواتین آپ کو نابینا سمجھتیں۔ چوہدری عبدالحکیم و حافظ عبدالحی صاحب سپرا آف راجن پور کی والدہ مرحومہ سے خود میں نے سنا۔ فرماتی ہیں کہ ہم آپ کو نابینا سمجھتی تھیں۔ ایک روز ایک بچہ یکدم بھاگتا ہوا آیا۔ جس پر آپ نے آنکھیں کھولیں۔ اس وقت ہمیں علم ہوا کہ ماشاءاللہ آپ نابینا نہیں بلکہ بینا ہیں اور

اللہ کے فضل سے خوبصورت آنکھیں رکھتے تھے۔ اکثر مرد و خواتین آپ کی خدمت میں دم اور دعا کروانے کے لئے آتے تھے۔ اللہ انہیں شفا عطا فرما دیتا۔ اور ان کی حاجات پوری کر دیتا۔

(۲) آئین جوانمرداں...

موضع رام گڑھ نزد سوہدرہ کے مولوی فیض احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ہماری درخواست پر رام گڑھ تشریف لائے۔ آپ جب ہمارے گھر میں داخل ہوئے تو طاقچہ کے اوپر کسی جانور کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آپ نے بیٹھنے سے قبل ہاتھ کی چھڑی سے تھوڑا زور دے کر طاقچے کا تصویر والا حصہ نیچے گرا دیا۔ یعنی آپ خلاف شرع اتنا کام بھی برداشت نہ کر سکے۔ اور طاقچہ توڑنے کے لیے گھر والوں کو پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اور اس سلسلے میں نہ کسی فرد کو ان سے بات کرنے کی جرأت ہوئی۔

یہ ہے اولیاء کا شیوہ' کہ وہ خلاف شرع کام کو گوارا نہیں کر سکتے۔ اور ان کی سیرت و کردار کی مضبوطی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ کسی کو ان کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی۔

(۳) بے نماز سے نفرت

جناب چوہدری عبدالحکیم سیرا کی والدہ محترمہ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کے پاس ہی ایک مٹکا پڑا تھا۔ اس پر پیالہ رکھا تھا۔ اس میں پہلے باری باری دو خواتین نے پانی پیا۔ آخر میں ایک اور عورت نے پانی پیا۔ جب اس عورت نے پانی پیا تو آپ اٹھے اور وہ پیالہ توڑ دیا۔ ہمارے پوچھنے پر فرمایا۔ یہ خاتون بے نماز تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح امراض متعدی ہوتے ہیں اسی طرح گناہ بھی متعدی ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک بہت بڑا گناہ نماز نہ پڑھنا بھی ہے۔ افسوس! آج ۹۸

فیصد مسلمان نماز سے بے نیاز ہیں۔ مگر اولیائے کرام ان کے برتن استعمال کرنا' ان کے گھر کھانا کھانا اور ان کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی یا سالن استعمال کرنا ممنوع جانتے ہیں۔

جس طرح ہم خوشبو یا بدبو سونگھتے ہیں اس طرح اہل اللہ کی روحانیت اس قدر تیز ہوتی ہے کہ وہ نیکی کی خوشبو اور برائی کی بدبو سونگھ لیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی عالم الغیب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بعض جہلاء سمجھتے ہیں۔ اور کچھ علماء بمنزل جہلاء ہو کر ایسی باتیں کر جاتے ہیں۔ اور اولیاء کو پتہ نہیں کیا کیا بنا دیتے ہیں۔

(۴) گائے نے دودھ دینا شروع کر دیا

میاں سلطان علی چوہدو وال ضلع گجرات کا بیان ہے کہ آپ ایک بار ہمارے ہاں چوہدو وال تشریف لائے۔ اور رات کو کچھ دودھ طلب کیا۔ ہم نے عرض کیا حضرت! اس وقت دودھ ختم ہو چکا ہے۔ ہمارے پاس نہیں ہے۔ البتہ ہمسائے نمبردار ہیں ان کے ہاں سے منگوا لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں' مجھے نمبردار کے ہاں کا دودھ مطلوب نہیں۔ اگر آپ کے ہاں ہوتا تو میں لے لیتا۔ میں نے مزاحاً کہا۔ ہماری تو ایک ہی گائے ہے جو چھ ماہ سے سوکھ چکی ہے یعنی اس نے اتنے عرصہ سے دودھ دینا بند کر رکھا ہے۔ اگر آپ اس سے دودھ لے سکتے ہیں تو لے لیں۔ آپ اٹھے' گائے کو پیار کیا۔ اور فرمایا' برتن لے کر نیچے بیٹھ جاؤ۔ اور دودھ نکالو۔ انشاء اللہ دودھ دے دے گی۔ چنانچہ میں نے تعمیل ارشاد کی اور نیچے بیٹھ گیا۔ میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ بچ بچ گائے کا دودھ اتر آیا۔ میں نے سیر کے قریب نکالا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ چار یوم ہمارے پاس رہے اور چار دن گائے دودھ دیتی رہی۔ مگر جب آپ تشریف لے گئے تو گائے پھر اسی طرح ہو گئی۔ جس طرح پہلے تھی۔

دراصل آپ نے انتہائی انابت' توجہ اور پورے اعتماد و توکل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی وہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ ورنہ یہ بات نہیں جیسا کہ جہلا میں مشہور ہے کہ اہل اللہ کے قدرت و اختیار میں ہر چیز ہوتی ہے وہ جو چاہیں کر لیتے ہیں۔ ورنہ کئی مرتبہ حال یہ ہوتا ہے کہ انہیں اپنے جسم اور اپنے اعضاء پر بھی اختیار نہیں ہوتا۔ ہر چیز پر ہر وقت صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہوتا ہے۔

(۵) آپ کے دم کی تاثیر

سوہدرہ میں آپ کے مکان کے قریب ہی آپ کے داماد میاں عبدالعزیز رحمہ اللہ کی حویلی بن رہی تھی۔ جب بنیادیں کھودی جا رہی تھیں تو نیچے سے آواز آنے لگی جیسے کوئی گاڑی یا مشین چل رہی ہو۔ کہتے ہیں وہ جنات کا مسکن تھا۔ لوگ آپ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ آپ تشریف لے گئے۔ اور پانی دم کر کے چھڑکنے کے لئے دیا۔ پانی چھڑکتے ہی آواز بند ہو گئی۔ آپ نے فرمایا اور کھدائی نہ کرو۔ یہیں سے تعمیر شروع کر دو۔

آپ کی دعا اور دم میں بہت تاثیر تھی۔ سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے آپ کی دعا اور دم کی تاثیر دیکھی۔

(۶) جنات آپ کی شاگردی میں

انسانوں کے علاوہ جن بھی آپ کا ادب کرتے تھے۔ بہت سے جنات آپ کے شاگرد تھے۔ اور کچھ آپ کی مسجد سوہدرہ میں اب تک موجود ہیں لیکن انہوں نے آج تک کسی کو گزند نہیں پہنچایا۔

یہی مذکور الصدر میاں عبدالعزیز آپ کے شاگرد بھی تھے۔ دیہاتوں میں لڑکے چاندنی راتوں میں عموماً آنکھ مچولی کھیلتے تھے۔ شاید دن یا رات کے وقت آج کل بھی کھیلتے ہوں۔ ایک رات دو دو دوست مل کر کھیلنے لگے۔ یعنی دو دو کا سیٹ بن گیا۔

میاں عبدالعزیز مرحوم کا دوست جن تھا جس کا میاں عبدالعزیز کو مطلق علم نہیں تھا۔ رات کو جب کھیلتے کھیلتے دیر ہو گئی تو وہ بھی رات گزارنے کے لیے میاں صاحب کے گھر آ گیا۔ غلطی سے باہر کا دروازہ کھلا رہ گیا۔ تیز ہوا کا جھونکا آیا۔ دروازہ چوپٹ کھل گیا۔ میاں صاحب اور دوست دونوں ایک دوسرے سے دروازہ بند کرنے کے لیے کہنے لگے۔ مگر کوئی نہ اٹھتا تھا۔ دوست نے کہا' اچھا بھئی عبدالعزیز! تم آنکھیں بند کرو۔ میں دروازہ بند کر دیتا ہوں۔ میاں عبدالعزیز صاحب کو زیادہ تجسس ہوا کہ ماجرا کیا ہے۔ یہ کنکھیوں سے دیکھنے لگے کہ اس نے آنکھیں کیوں بند کروائی ہیں۔ بہر حال اس دوست نے چارپائی سے بازو باہر نکال کر اسے لمبا کرنا شروع کیا اور لمبا کرتا گیا۔ تاآنکہ دروازے کی کنڈی لگا دی۔ دروازہ ان کی چارپائی سے کوئی پندرہ بیس فٹ کے فاصلے پر تھا۔ اگلے دن صبح عبدالعزیز جو کلاس میں نہ پہنچے۔ تو استاذ محترم حضرت مولانا غلام نبی الربانی کو واقعہ کا پتہ چلا۔ آپ بعد میں پتہ کرنے کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا تو عبدالعزیز کی حالت یوں تھی جیسے چنے بھن رہے ہوں۔ یعنی شدید بخار تھا۔ حضرت نے پوری بات سنی اور ساتھی کو بلایا۔ اور اس سے کہا جب تک تمہارا پتہ نہ چلا اور بات تھی۔ لیکن اب تمہارا چل گیا ہے۔ یہ لڑکے پڑھ نہیں سکیں گے۔ چنانچہ سمجھا بجھا کر اسے فارغ کر دیا۔ وہ جاتے ہوئے اپنے دوست عبدالعزیز کو چاقو کا تحفہ دے گیا۔ خبر نہیں اس میں کیا خوبی تھی مگر اتفاق سے وہ موصوف سے گم ہو گیا۔ جس کا میاں عبدالعزیز صاحب کو قلق رہا۔

(۷) پادری کا انجام

(۵) بندہ ایک مرتبہ گجرات جانے کے لئے بس کے انتظار میں سوہدرہ موڑ پر کھڑا تھا۔ وہیں چوہدری عبداللہ نمبردار تلواڑہ بھی بس کے انتظار میں کھڑے تھے۔ ان کی عمر نوے برس تھی البتہ چاق و چوبند تھے اور صحت اچھی تھی۔ حافظہ مضبوط تھا۔ وہ مجھے

دیکھ کر میرے قریب آ گئے اور بڑے احترام و محبت سے ملے۔ اور انہوں نے ہمارے بزرگوں کا سلسلہ چھیڑ دیا۔ اور ایک کرامت حضرت مولانا غلام نبی الربانی کی بیان کی۔ اور یوں بات شروع کی کہ ایک مرتبہ وزیر آباد میں ایک عیسائی پادری آ گیا۔ وہ لوگوں کو عجیب باتیں بتاتا اور عجیب و غریب شعبدے دکھاتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میرا مقابلہ مسلمانوں میں کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ہے تو سامنے آئے اور جیسے میں کام کرتا ہوں کر کے دکھائے۔ اسلام کمزور مذہب ہے عیسائیت طاقتور مذہب ہے اسلام کے پرستاروں کو عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ اگر ہے تو میرے مد مقابل آئے۔ وہ کئی روز وزیر آباد ٹھہرا رہا۔ مگر کوئی شخص اس کے مد مقابل آنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔ لوگ سوہدرے حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصہ بیان کیا۔ آپ تشریف لے آئے اور اس سے ملے۔ اس نے اپنا رعب جمانے کے لئے آپ کے سامنے ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ حضرت صاحب نے اپنا جوتا اتار کر اس کے پیچھے پھینک دیا۔ اب جوتا پیچ کر اس کے سر پر برسنا شروع ہو گیا۔ جوتا تڑ تڑ برسنے لگا مگر وہ نیچے نہیں آ رہا تھا کیونکہ حضرت نے اسے فضا ہی میں باندھ رکھا تھا۔ لگا منتیں سماجتیں کرنے۔ یہ منظر دیکھ کر حاضرین کا دل ٹھنڈا ہو گیا۔ آخر حضرت نے اسے واپس بلا لیا۔ اس طرح اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔ اور عیسائی دم دبا کر وہاں سے نکل کھڑا ہوا۔ اور یوں حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کی عظمت و بزرگی کا سکہ پورے علاقے میں دور دور تک پہنچ گیا۔

(۸) آپ کی سرزنش کی تاثیر

حضرت والد گرامی سے پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی مرحوم نے یہ بات کئی بار تحریراً بیان کی کہ حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کے جوتوں نے مجھے سیدھا کر دیا۔ یعنی میری زندگی سنوار دی۔

حکیم نسیم صاحب مرحوم نے بیان کیا۔ ہمیں زمانہ بچپن میں والدین کی جانب سے یہ حکم تھا کہ سکول جاتے ہوئے راستے میں حضرت مولانا ربانی المعروف حضرت جی صاحب کو سلام کر کے جایا کرو۔ ایک دن میں سلام کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ اس دن میں نے انگریزی حجامت بنوائی تھی آپ نے مجھے دیکھ کر بالوں سے پکڑ کر دو تین جوتے جڑ دیئے کہ انگریز بن گئے ہو؟ حکیم صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب کی اس سختی نے میری کایا پلٹ دی۔ اور میری زندگی بنا دی۔

سوہدرہ کی گگے زئی قوم آپ کی بہت گرویدہ تھی۔ گگراں میں جاہلانہ اور مشرکانہ رسومات ابھی باقی تھیں۔ ملک رضا کے والد ماجد ملک محمد عارف مرحوم نے خود مجھے بتایا کہ وارہ گگے زئیاں میں پیپل کے درختوں کے نیچے دو قبریں تھیں۔ لوگ ان سے استمداد کرتے تھے۔ آپ نے وہ قبریں تڑوا دیں۔ اور ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ یعنی اپنے جد اعلیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنت کو زندہ کر دیا۔ اور آپ کے اس جرأت مندانہ اقدام کے سامنے کسی کو "چوں" کرنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ جس کے نتیجے میں شرک و بدعت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ساری قوم اللہ کی رحمت سے موحد بن گئی۔ اور وہ لوگ آج تک حضرت مرحوم اور ان کی اولاد کے احسان مند ہیں۔ کیونکہ توحید کا مشن ان کے بعد ان کی اولاد نے جاری رکھا۔ جو بحمد اللہ اولاد در اولاد آج تک جاری ہے۔ [1] لوگ اس خاندان کو عزت و

[1] اسی گگے برادری کے ایک سوانح نگار ملک عبد الرشید عراقی صاحب نے اس خاندان کے تعارف و خدمات پر ایک بہترین اور معلومات افزاء کتاب بنام "تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ" لکھی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کتاب میں حضرت مولانا غلام نبی الربانی سے لے کر چھ پشتوں تک کی خدمات اور کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ کتاب حال ہی میں ادارہ مسلم پبلی کیشنز سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ کی طرف سے چھپ کر ملک و قوم سے داد تحسین حاصل کر چکی ہے۔ (فاروقی)

قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(۹) بارش نے جل تھل کر دیا

ملک محمد یوسف ٹھیکیدار بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ کی بات ہے سوہدرہ میں بارش نہیں ہو رہی تھی۔ لوگوں نے حضرت مولانا غلام نبی الربانی سے استدعا کی کہ حضرت! بہت تکلیف و پریشانی ہے براہ کرم بارش کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ لوگوں کو لے کر باہر چلے گئے اور بطریق مسنون نماز استسقاء ادا کی۔ اللہ کی قدرت! اسی دوران بادل امڈ آئے۔ بارش برسنا شروع ہو گئی۔ اور نمازی بھیگتے ہوئے گھروں تک پہنچے۔

زندہ بزرگ سے دعا کروانا کوئی منع نہیں اور اللہ تعالیٰ اکثر ان کی دعا کو جلد ہی قبول کر لیتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ وہ مالک ہے اور ذرے ذرے پر قادر مطلق ہے۔ وہ چاہے تو اسی وقت قبول کر لے۔ نہ چاہے تو دس دس بیس بیس سال' بلکہ زندگی بھر قبول نہ کرے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔ ہاں' البتہ فوت شدگان سے مدد مانگنا اور دعا کروانا درست نہیں۔ کیونکہ دور نبوی و دور صحابہ میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ یہ شرکیہ کام ہوتے تھے۔ ہمارے مولوی صاحبان نے غلط استدلال کر کے لوگوں کو غلط راستے پر ڈال دیتا ہے۔ اللہ کے ہاں یہ دونوں مجرم ہیں۔

(۴)

کرامات حضرت مولانا عبدالحمید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) دعا کی برکت

حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ہونہار بیٹا عطا فرمایا۔ جس کا

نام عبدالحمید تھا۔ بیٹا جب سن شعور کو پہنچا تو اس نے بحکم والد گرامی' استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ مولانا عبدالحمید صاحب نے خوب محنت سے دل لگا کر اکتساب علم کیا۔ حضرت الاستاذ نے آپ کا تقویٰ اور ذوق علم دیکھ کر آپ کو اپنی دامادی میں لے لیا۔ آپ کے علم و تقویٰ کا دور دور تک شہرہ تھا۔ آپ کی دعا اور دم میں کافی تاثیر تھی۔ اور آپ کی علمی قابلیت مسلم تھی۔ ماشاءاللہ۔ حضرت حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی۔ آپ جوان ہی تھے کہ بیمار ہو گئے۔۔۔ اور بیمار رہنے لگے۔ بہت علاج کروایا۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

آپ خود بھی صحت کے لئے دعائیں کرنے لگے اور والد گرامی بھی کرنے لگے اب اللہ کی قدرت دیکھئے دونوں اہل اللہ تھے۔ مستجاب الدعوات تھے مگر دعا قبول نہیں ہو رہی۔ بات وہی ہے کہ ولی کا کام دعا کرنا ہے آگے اللہ کی مرضی ہے وہ قبول کرے یا نہ کرے' اس پر کسی کا زور نہیں۔

اب دونوں نے یہ دعا کی۔

"بار الٰہا! یہ زندگی ہم دنیا کے لئے نہیں مانگ رہے' دین کی خدمت و اشاعت کے لئے مانگ رہے ہیں۔ اگر تیرا فیصلہ بلانے کا ہے تو کوئی مار نہیں سکتا۔ اے اللہ! نیک بیٹا عطا فرما۔ جو کھل کر توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت کرے۔ اے اللہ! تو دعاؤں کو سننے والا ہے"۔

رب تعالیٰ نے مولانا عبدالحمید سوہدروی کو ایک بیٹا عطا فرمایا۔ جس کا نام عبدالحکیم رکھا۔ پھر دوسرا بیٹا عطا فرمایا۔ اس کا نام عبدالمجید رکھا۔ پھر جوانی میں ہی بوڑھے باپ کے سامنے جوان بیٹا اس دنیائے دنی کو چھوڑ کر جنت الفردوس کو سدھار گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اللہ کی قدرت دیکھئے کچھ عرصے بعد عبدالحکیم بھی چل بسا۔ یہ حافظ قرآن تھے۔ اور ٹھیک ٹھاک جوان تھے۔ اب مولانا غلام نبی الربانی نے اپنے پوتے عبدالمجید کی تعلیم و تربیت کا خود انتظام کیا۔ پہلے وزیر آباد پھر سیالکوٹ بھیجا اور یہ قلیل مدت میں زیور علم سے آراستہ ہو کر لوٹے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالمجید صاحب کو جن کی وجہ سے سوہدرہ پاک و ہند میں مشہور ہوا بڑی صلاحیتوں سے نوازا۔ اور انہوں نے کم عمری میں خداداد صلاحیتوں کی بدولت بہت ترقی کی ایسی ترقی کی کہ جس کی مثالیں بہت کمیاب ہیں۔ بڑا قوی حافظہ پایا۔ آپ نے جگہ جگہ توحید و سنت کے ڈنکے بجائے۔ خدمت اسلام اور خدمت عوام کر کے اپنا نام پیدا کیا۔ "مسلمان" "جریدہ اہلحدیث" اور "طبی میگزین" تین رسائل جاری کیے۔ اسلامی و طبی پچاس کے لگ بھگ کتابیں لکھیں۔ اور ملک و قوم کی بیش از بیش خدمت کی۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی کی سوانح حیات الگ مرتب ہو رہی ہے تفصیل وہاں بیان ہو گی۔ فی الحال یہ بتانا ہے کہ اللہ نے اپنے ولی حضرت مولانا عبدالحمید سوہدروی کی دعا کو قبول فرمایا اور عبدالمجید جیسا صالح، متقی اور بلند بخت بیٹا عطا فرمایا۔ جس نے آگے چل کر پورے علاقے کا نام ہی نہیں پورے ملک کا نام روشن کر دیا۔

﴿۱۴﴾

کرامات حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی

حضرت مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی کا خاندان اپنی علمی، دینی، ادبی، تاریخی، سوانحی، تبلیغی، طبی اور روحانی خدمات کے لحاظ سے ایک مقام رکھتا ہے۔ آپ نسبی تعلق سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ کتاب "تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ" میں اس کی تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس خاندان کے اور زیادہ تفصیلی حالات جاننے کے

لئے "تذکرۃ النبلاء فی ترجمۃ العلماء" و "دودمان علوی کا درخشندہ ستارا" کا مطالعہ فرمائیں۔ وہاں آپ کو بہت سے معلوماتی، حقیقت افروز اور چشم کشا حالات ملیں گے۔ حضرت مولانا غلام نبی الربانی کا ذکر "نزہۃ الخواطر" اور ایسی دو ایک اور کتب میں بھی ہے۔ فی الحال موضوع کی مناسبت سے حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی چند کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ کی چند کرامات ملاحظہ فرمایئے:

(ا) پودوں سے ذکر الٰہی کی آواز

ایک مرتبہ موضع نملو چک تحصیل ڈسکہ میں چند احباب سے بغرض ملاقات جانا ہوا۔ وہاں محمد صدیق صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ محمد صدیق صاحب کی تلواڑہ میں بھی رشتہ داری ہے۔

ایک مرتبہ جماعت کی دعوت پر میں اور دو ایک اور علماء مثلاً مولانا حافظ عبدالستار حامد، مولانا عبدالرحمٰن سلفی اور مولانا محمد الیاس ثانی ان کے گاؤں میں بغرض تبلیغ گئے۔ اس وقت پورے گاؤں میں ایک ہی مسجد تھی۔ بہرحال وہاں اہلحدیث، بریلوی، شیعہ سبھی آئے ہوئے تھے۔ اچھی رونق تھی۔ خوب جلسہ ہوا جس کا گاؤں پر اچھا اثر پڑا۔ کسی نیک دل خاتون نے مسجد اہلحدیث کے لئے زمین دے دی۔ الحمدللہ اس گاؤں میں اب اہلحدیث مسجد بن چکی ہے جو ماشاء اللہ انہیں محمد صدیق اور مولوی ریاض صاحب اور ان کے مخلص ساتھیوں کی مساعی سے آباد ہے۔ ہم پچھلے دنوں وہاں جلسہ بھی کر آئے ہیں۔ میں بھی حاضر ہوا تھا مولانا حافظ عبدالستار حامد صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ ماشاء اللہ امید افزاء رونق تھی۔ اور جلسہ کامیاب رہا۔ انہی محمد صدیق صاحب کا بیان ہے کہ مجھے حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی عام مجلس اختیار کرنے کا شرف حاصل رہا۔ حضرت سوہدروی کی زرعی اراضی جو تقریباً ایک مربع پر مشتمل تھی سوہدرہ سے جانب شمال تقریباً نصف

میل کے فاصلے پر تھی اس میں خوبصورت اور سرسبز باغ تھا۔ میں وہاں عصر کے بعد کئی مرتبہ آپ کے ساتھ گیا۔ آپ جاتے اور آتے بڑی عالمانہ اور حکیمانہ باتیں بتایا کرتے تھے۔ ایک دن ذکر الٰہی کی بات ہو رہی تھی۔ آپ فرمانے لگے ہر چیز اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ میں نے کہا' کیا یہ گھاس اور پودے بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں' یہ بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ میں کچھ حیران ہوا۔ ساتھ ہی مکئی کا کھیت تھا۔ فرمانے لگے کانوں پر ہاتھ رکھو۔ اب ہٹا دو۔ محمد صدیق صاحب کا بیان ہے۔ جب میں نے ادھر دھیان کیا۔ تو ہر پودے سے ذکر الٰہی کی آواز آ رہی تھی۔ جو خود میں نے اپنے کانوں سے سنی۔

(۲) حیران کن واقعہ

ایک مرتبہ دلاور سے ہمارے کچھ عزیز سوہدرے آئے۔ ہم اپنے باغ میں سیر کے لئے گئے۔ اعزہ کی ایک بچی اصرار کرنے لگی میں نے امرود لینا ہے۔ مگر امرود کا پھل ختم ہو چکا تھا۔ کیونکہ باغ آوٹ آف سیزن ہو چکا تھا۔ بچی یعنی اپنی نواسی کو بضد دیکھ کر انہوں نے اپنا دست مبارک درخت کی طرف کر کے جیسے کوئی پھل توڑتا ہے' پیچھے کیا۔ تو ان کے بابرکت ہاتھ میں موٹا تازہ پکا ہوا امرود تھا۔ یہ ماجرا میں نے خود دیکھا۔ اور حیران تھا اور اب بھی حیران ہوں کہ وہ امرود کہاں سے آ گیا؟

(۳) وظائف کی تاثیر

ملک محمد اشرف صاحب سوہدروی' انسپکٹر پولیس حیدر آباد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے ایک مہوکا نما پھنسی نکل آئی جس سے آرام نہ آتا تھا۔ میں نے اپنے استاد محترم حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے ایک وظیفہ بتایا۔ وہ پڑھ کر پھونک مار کر ہاتھ کو اس پر مل دیتا تھا۔ اللہ کی قدرت وہ مہینوں کی پھنسی دنوں میں غائب ہو گئی۔

ملک صاحب موصوف نے دو تین اور وظائف بتائے جو مختلف مقاصد کے لئے حضرت نے ارشاد فرمائے تھے۔ آپ نے جس مقصد کے لئے جو وظیفہ بتایا الحمدللہ اس کے پڑھنے سے وہ مقصد پورا ہو جاتا۔ اور موصوف کہتے ہیں میں آج تک وہ وظائف کر رہا ہو۔ اور آج تک میرے مقاصد پورے ہو رہے ہیں۔ ان وظائف کا بفضلہ "دودمان علوی کا درخشندہ ستارا" میں ذکر کریں گے۔

(۴) اولاد کی بہار

آپ کے علم و فضل اور روحانیت کے نزدیک و دور عام چرچے تھے۔ محمد اقبال علوی سوہدروی کے والد محمد حسین کا بیان ہے کہ میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اگر پیدا ہوتی تو فوت ہو جاتی تھی۔ بہتیرا علاج کروایا مگر فائدہ نہ ہوا۔ ایک بار میں نے حضرت مولانا عبدالمجید سے ذکر کیا۔ آپ نے اہلیہ کے کھانے کے لیے گولیاں دیں۔ اور کچھ دم کر کے دیا۔ اللہ کی شان اسی سال بچی پیدا ہوئی۔ اگلے سال پھر بچی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد پھر بیٹا ہوا۔ اب ماشاء اللہ تینوں جوان اور شادی شدہ ہیں۔

(۵) روح پرور محفل

ملک محمد یوسف صاحب ٹھیکیدار (آف سوہدرہ) کا بیان ہے۔ میں ملتان میں ٹھیکیداری کرتا تھا کہ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی ملتان اہلحدیث کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ میں ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ آپ علماء کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ متعدد علماء و فضلاء آپ کے پاس باادب بیٹھے ہوئے مختلف مسائل اور موضوعات پر تبادلہ خیال کر رہے تھے' میں آپ سے ملا۔ آپ بڑی محبت سے پیش آئے۔ میں نے آپ کو اگلے روز صبح ناشتے کی دعوت دی۔ آپ تشریف لے آئے۔ میرے پاس تیس چالیس مزدور کام کرتے تھے وہ سبھی اوڈ قوم کے اہلحدیث تھے۔ مولانا کو تشریف فرما دیکھ کر وہ سب آپ کی زیارت کے لئے

آپ کے قریب جمع ہو گئے۔ ان میں کوئی دم کروانے لگا۔ کوئی وظیفہ پوچھنے لگا۔ کوئی پانی لے کر آ گیا کہ اس میں پھونک مار دیں۔ حضرت مولانا ہرگز پریشان نہ ہوئے۔ آپ ہر ایک کا مطالبہ پورا فرماتے رہے۔ ہم سب لوگوں کو حضرت مولانا کی تشریف آوری سے بہت خوشی ہوئی۔ اور آپ کی مجلس میں بیٹھ کر بہت سکون ملا۔ اور جی چاہتا تھا کہ آپ دیر تک ہمارے درمیان بیٹھے رہیں۔ مگر آپ پھر زیادہ دیر نہ بیٹھے اور میرے کام کا حرج دیکھ کر اجازت لے کر جلدی ہی تشریف لے گئے۔

یہ ہے اولیاء کی مجلس کی برکت۔ کہ اس میں بیٹھ کر خوشی ہوتی ہے۔ سکون ملتا ہے۔ اگر آج بھی ایسی مجالس کہیں مل جائیں تو انہیں بہت بڑی سعادت سمجھنا چاہیے۔

(۶) دم کی برکت

میاں محمد اکبر صاحب مہاجر کو کمر اور ٹانگ میں درد رہتا تھا' کہیں سے آرام نہ آیا۔ موصوف چند ہی روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دم کیا۔ اللہ نے شفا دے دی۔ یہ خاندان دیوبندی تھا مگر مولانا کا گرویدہ تھا۔ اور نماز پنجگانہ اور جمعہ یہیں ادا کرتا تھا۔

(۷) آسیب کا کھوج لگالیا

ایک مرتبہ یہی محمد اکبر صاحب کسی عزیز کو حضرت کی خدمت میں لے آئے کہ یہ شخص بیمار رہتا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں اسے کوئی مرض نہیں۔ شبہ ہے کہ اسے آسیب ہے۔ بہت سے عاملوں کے پاس گئے ہیں لیکن حقیقت حال کا پتہ نہیں چل رہا۔ اور اس کے مرض کا انکشاف نہیں ہو رہا۔ میں چشم دید گواہ ہوں۔ حضرت المحترم نے کاپی سے ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ کہا اسے پڑھتے جاؤ۔ اس نے کہا' مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ فرمایا' اسے دیکھتے رہو۔ وہ دیکھنے لگا۔ دو منٹ بھی

نہیں گزرے تھے کہ جن حاضر ہو گیا فرمایا۔ "لے جاؤ اسے آسیب کی شکایت ہے"۔ جس بیماری یا عارضے کا ڈاکٹروں اور عاملوں کو پتہ نہیں چل سکا آپ نے اس کا چند منٹوں میں کھوج لگالیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ پر بڑی مہربانی فرما رکھی تھی۔

(۸) آپ کو دست شفا ملا تھا

آپ کا قیام جب لاہور اچھرہ میں تھا۔ اور وہاں مسجد شاہ چراغ میں خطیب تھے۔ تو وہیں بریلوی مکتب فکر کے مشہور مبلغ و مناظر مولانا محمد عمر اچھروی رہتے تھے۔ یہ مولانا اچھروی اپنے مسلک کے قد آور عالم تھے۔ دوسری جانب حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی اہلحدیث مسلک کے شہرہ آفاق خطیب اور اپنے مذہب کے مشہور عالم اور واعظ تھے۔ دونوں میں نوک جھونک ہونے کے باوجود اچھے روابط تھے۔ ایک مرتبہ مولانا اچھروی' حضرت سوہدروی کے پاس تشریف لائے۔ حضرت سوہدروی نے فرمایا۔ بھائی! بتاؤ یہاں کتنا اچھا ملتے ہو مگر اسٹیج پر ہمیں گالیاں دیتے ہو' ہم نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟ مولانا اچھروی کھسیانے سے ہو کر مسکرا دیئے۔ کہنے لگے وہ باتیں پھر کسی وقت کر لیں گے۔ اب آپ کے پاس آنے کا ایک مقصد ہے کہ طبیعت میں کچھ گھٹن گھٹن سی رہتی ہے۔ کوئی جسمانی تکلیف بھی نہیں ہے۔ بعض نے کہا ہے۔ شاید آسیب ہی نہ ہو۔ بس جو کچھ بھی ہو کھوج لگا کر میرا علاج کریں۔ حضرت سوہدروی کی طبیعت میں طنز و ظرافت پائی جاتی تھی۔ کہنے لگے بھائی اچھروی صاحب! آسیب کا علاج نرمی سے بھی ہوتا ہے اور سختی سے بھی۔ بتایئے آپ کے لئے کون سا طریقہ' کار اختیار کیا جائے؟ مولانا اچھروی صاحب مسکرا کر کہنے لگے۔ حضرت صاحب! ایک مریض حاضر ہو گیا ہے' اب آپ جس طرح چاہتے ہوں علاج کریں۔ بس علاج ہونا چاہیے۔

یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ آپ کو رب کی جانب سے دست شفا نصیب ہوا تھا۔

آپ جس مریض کو ہاتھ ڈالتے وہ جسمانی ہو یا روحانی اللہ کے فضل سے اکثر شفایاب ہو جاتا۔ اور بغرض علاج آپ کے پاس ہر فرقے اور ہر لائن کے آدمی آتے۔ آپ نے چہرے پر کبھی شکن نہ ڈالی اور ہر ایک کا بڑے خلوص اور خندہ پیشانی سے علاج کرتے۔

ایک دن آیا کہ آپ خود بیمار ہو گئے اور اس بیماری کی صحیح تشخیص نہ ہو سکی، نہ صحیح علاج ہو سکا۔ یہ واقعہ زندگی کے آخری سال پیش آیا۔ بالآخر آپ اس ناپائیدار زندگی کو چھوڑ کر عالم باقی کو سدھار گئے۔

(۹) جنات مقتدی اور شاگرد

میں ایک بار حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کے منجھلے صاحبزادے حافظ عبدالوحید صاحب کے ساتھ موضع نالو چک تحصیل وزیر آباد گیا۔ محترم حافظ عبدالوحید صاحب[1] کو وہاں بلایا گیا تھا۔ کسی خاتون کو جنات کی شکایت تھی گھر والوں

[1] حافظ عبدالوحید صاحب بندہ کے چچا ہیں۔ عمر میں بندہ سے تقریباً ایک سال بڑے ہیں۔ قرآن مجید کے بہترین حافظ اور قاری اور فاضل درس نظامی ہیں۔ علاوہ ازیں ایل ایل بی ہیں۔ بڑے خوش خصال، بلند اطوار، بااصول، ایثار پیشہ، مخلص اور سنت کے پابند ہیں۔ اگر پیدائشی ولی کی اصطلاح صحیح ہے تو آپ پیدائشی ولی ہیں۔ نام و نمود غیبت، چغلی، حسد، عناد، خود غرضی، تکبر، فخر ایسی مکروہ عادات سے کوسوں دور ہیں۔ امریکہ جیسے ملک میں بیٹھ کر انتہائی درجے کے عابد اور زاہد ہیں۔ آپ کے اخلاق جمیلہ میں بعض عادات ایسی ہیں کہ ان کی مثال کم ہی کہیں نظر آئے گی۔ اگر بندہ کو آپ کی ناراضگی کا خدشہ نہ ہوتا تو الگ آپ کی کرامات کا ذکر کرتا۔ آپ کا مختصر خاکہ تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ میں موجود ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عبادت و اطاعت، خدمت و محبت، زہد و استغناء اور اخلاص و ایثار کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور آپ کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین اللّٰھم آمین۔ (فاروقی)

کے مطابق آسیب زدہ خاتون کے جن نے حافظ صاحب موصوف کو یاد کیا کہ انھیں لائیں۔ پھر میں اس خاتون کو چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ میں بھی موصوف کے ساتھ گیا۔ ہم وہاں پہنچے۔ اس خاتون میں جن تھا اس کے جن سے بڑی باتیں ہوئیں۔ اس نے باتوں میں یہ بھی بتایا کہ ہمارے چھوٹے بڑے سب آپ کو جانتے ہیں۔ اور وہاں آپ کی مسجد میں جمعہ ادا کرتے ہیں۔ اور کچھ وہاں قرآن بھی پڑھتے ہیں۔ ہمارے افراد حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی سے بہت مرعوب ہیں۔ اور ان کا بہت احترام کرتے ہیں۔

(۱۰) پانچ ہزار جنات

ایک بار آپ نے بر سر منبر کہا۔ کہ جن بھی انسان کی طرح ایک مخلوق ہے جس میں انسانوں کی طرح اچھے برے دونوں قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ میں اس جمعہ میں موجود تھا۔ ایک پڑھے لکھے آدمی نے جنات کے وجود میں تذبذب کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جب قرآن و حدیث میں جنات کا تذکرہ موجود ہے تو ان کا انکار کیونکر کیا جا سکتا ہے؟ اگر آپ جنات کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہوں تو میں ایک جبہ میں اپنا رقعہ دے کر آپ کو بھیجتا ہوں وہاں پانچ ہزار اہلحدیث جنات آپ کی ضیافت اور خاطر مدارات کریں گے۔ پھر جب آپ انھیں آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو آپ کو جنات کے وجود میں کوئی شبہ نہیں رہے گا۔ یہ بات کرنے کے بعد حضرت مرحوم نے اس آدمی سے فرمایا! کیا خیال ہے؟ جنات کی ملاقات کے لیے تیار ہیں؟ وہ کہنے لگا۔ رہنے دیجئے، اسی طرح ہی مانتا ہوں۔

(۱۱) زبان کی تاثیر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہ صرف زبان و بیان پر قدرت عطا فرما رکھی تھی بلکہ زبان کو بلا کی تاثیر ودیعت فرما رکھی تھی۔

سوہدرہ کے میاں غلام محمد ہرکارہ بہت نیک طینت بزرگ تھے آپ اکثر بتایا کرتے تھے۔ کہ میں کٹر بریلوی تھا۔ اہلحدیث کا نام سننا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ میں نے جامع مسجد گکھڑ زیاں میں حضرت مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ کا ایک ہی خطاب سنا کہ اہلحدیث ہو گیا۔ اور میرے اہلحدیث ہونے سے میرا پورا خاندان اہلحدیث ہو گیا۔ اس تقریر میں آپ نے رسول اکرم ﷺ کا مقام اور فضائل بیان فرمائے تھے۔ اور بقول میاں غلام محمد مرحوم کے اتنے بہترین انداز میں آنحضور ﷺ کے فضائل و کمالات میں نے کسی سے نہیں سنے تھے۔

میاں غلام محمد ہرکارہ کو میں نے دیکھا ہوا ہے۔ بہت مخلص اور قرآن و سنت کے والہ و شیدا اور حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی کے نہایت گرویدہ تھے۔ آپ نے آپ کے بڑے صاحبزادے یعنی بندہ کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ سے قرآن مجید اور مشکوٰۃ المصابیح پڑھی۔ اور علم آنے سے پوری طرح آنکھیں کھل گئیں۔ آپ والد گرامی کا بہت ادب کرتے تھے۔ بلکہ آپ حضرت سوہدروی رحمہ اللہ کے خاندان کے ایک ایک بچے کا احترام کرتے تھے۔ کچھ عرصہ ہوا وفات پا چکے ہیں۔ لوگ انہیں بہت یاد کرتے ہیں۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

(۱۳) دو جملوں سے کایا پلٹ گئی

ملک محمد بشیر (پان بوتل والے) بیان کرتے ہیں۔ میں زمانہ جوانی میں دین سے دور اور پرلے درجے کا بے نماز تھا۔ اور میرے والد حضرت مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ کے حد درجہ ارادت کیش تھے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب سے کہنے لگے۔ بشیر نماز نہیں پڑھتا' براہ کرم اسے نماز کی تلقین فرمائیں۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ "بشیر! نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ پڑھا کرو۔ نماز تو سردار جہاں کو بھی معاف نہیں تم

کس کے بیچارے ہو؟" ملک محمد بشیر اس وقت ۶۵۔ ۷۰ کے پیٹے میں ہوں گے ان کا اپنا بیان ہے۔ میں نے حضرت مولانا کی بات کا اتنا اثر لیا کہ اسی دن سے نماز شروع کر دی۔ وہ دن اور یہ دن میں نے آج تک ایک بھی نماز نہیں چھوڑی۔ فَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ۔

یہی بات ملک محمد یوسف ٹھیکیدار اور دیگر سب لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی زبان میں جادو کی تاثیر تھی۔ صاحب جلال و جبروت ہونے کے باوصف آپ کے گرد لوگوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا وہ آپ کی ذات کی کشش اور زبان کی تاثیر ہی کی وجہ سے تھا۔

(۱۴) زبان و بیان کی اعجاز آفرینی

سوہدرہ کے ایک بزرگ حاجی لال دین کشمیری مرحوم تھے بہت نیک اور شریعت کے پابند تھے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ آپ حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا مرید ہونے کے ناتے سے حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حاجی صاحب موصوف کے بڑے صاحبزادے ماسٹر محمد یونس بٹ صاحب کا بیان ہے کہ موضع تاجو کے چیمہ تحصیل ڈسکہ میں چوہدری سلطان صاحب کے بیٹے عبدالعزیز کے عقیقہ پر اباجی کے ساتھ حضرت مولانا رحمہ اللہ کو بھی دعوت تھی۔ چوہدری صاحب جنہوں نے حضرت سوہدروی کو بلایا تھا وہ چونکہ حضرت لاہوری کے مرید تھے اس لئے انہوں نے حاجی لال دین صاحب کو پیر بھائی اور حضرت سوہدروی کو حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے داماد ہونے کے ناطے سے دعوت دی۔ سارا گاؤں حنفی و بریلوی احباب پر مشتمل تھا مگر وہاں مقرر و واعظ حضرت سوہدروی تھے۔ آپ مجھے ہوئے اور متبحر اہلحدیث عالم تھے۔ آپ نے بعد از نماز عشاء توحید و سنت' مسلک اہلحدیث اور اصلاح معاشرہ پر ایسا شاندار' جاندار اور پرتاثیر خطاب فرمایا۔ کہ ایک فرد بھی تاثر لیے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ نے لوگوں کے اصرار پر صبح درس قرآن

رخ کنگن پور سے موڑ کر دوسری طرف کر دیا جس سے لوگوں کو انتہائی خوشی ہوئی۔

(۵) آپ کا روحانی کمال

تقسیم ملک کے وقت سکھوں نے اودھم مچا رکھا تھا۔ بپھرے ہوئے سکھ جس مسلمان کو دیکھتے تہ تیغ کر دیتے۔ اس طرح انہوں نے حد درجہ مظالم ڈھائے۔ اور آپ کے علاقہ میں ان گنت مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ ایک عالم کو چرکے دے دے کر شہید کر دیا۔ مگر مولوی کمال دین رحمۃ اللہ علیہ کا کمال یہ تھا کہ آپ جس شخص کے گرد دائرہ لگا دیتے سکھ ادھر نہ آتا۔ اور اس طرح وہ شخص ان کے حملے سے بچ جاتا۔ اس طرح بہت سے لوگ سکھوں کے حملے سے بچ گئے۔

(۶) دعا کا حیرت انگیز اثر

مولانا اسماعیل فیروزپوری کا بیان ہے۔ ایک مرتبہ آپ گوجرے تشریف لے گئے۔ ایک لڑکی آپ کے سامنے لائی گئی۔ مرض کی وجہ سے اس کے سر کے بال اڑ چکے تھے۔ آپ نے اس لڑکی سے پابندی سے نماز ادا کرنے کا وعدہ لیا۔ اس نے پابندی سے نماز ادا کرنے کا وعدہ کر لیا' آپ نے دعا بھی کی' اسے دم بھی کیا۔ اور پانی بھی دم کر کے دیا اور پرہیز بھی بتلایا۔ چنانچہ اللہ کی مہربانی سے وہ لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ پھر اس نے سستی سے نماز ترک کر دی' چنانچہ دوبارہ اس کے بال گرنا شروع ہو گئے اور وہ پھر اسی طرح ہو گئی جس طرح پہلے تھی۔ بعد ازاں ٹھیک نہ ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ یا اللہ والوں سے جو وعدہ کیا جائے اسے ضرور پورا کیا جائے۔ اور جس قدر ممکن ہو جلد پورا کیا جائے۔ بصورت دیگر نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۲۸

کرامات مولانا عبدالحق آف ماڑی مصطفیٰ (بھارت)

(ا) زہے مقدر

آپ نہایت مخلص بہت بلند اخلاق' بے حد پارسا اور اونچے پائے کے عالم دین تھے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی کے فارغ التحصیل تھے۔ بہت متوکل علی اللہ اور عابد و زاہد تھے۔ دوران ذکر بات چیت نہیں کرتے تھے۔ اور آپ نے گھر والوں کو بھی اس وقت گفتگو کرنے سے روکا ہوا تھا۔ قاری محمد عزیز صاحب خطیب جامع مسجد اقصیٰ گلشن راوی لاہور' اور محمد صدیق شاہد ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر اور فاروق احمد انہیں کے فرزند ہیں۔ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ جنت بی بی بھی اللہ والی خاتون تھیں۔ بڑی عابدہ' زاہدہ' ذاکرہ و شاکرہ تھیں۔ حال ہی میں نوے برس کی عمر پا کر عالم جاودانی کو سدھار گئیں۔ شریعت کی بے حد پابند تھیں۔ قرآن اور نوافل عام پڑھتی رہتی تھیں۔ آپ کی وفات پر پورا کمرہ خوشبو سے مہک اٹھا۔ اماں جی جنت بی بی مرحومہ عالم باعمل' صاحب تقویٰ و ورع' حضرت مولانا محمد یحییٰ میر محمدی کی رضاعی بہن تھیں۔ تقسیم ملک کے وقت سکھوں نے آپ کے شوہر حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے دو جوانسال بیٹوں محمد یونس اور محمد کو بے دردی سے شہید کر دیا' مگر مرحومہ نے بڑے حوصلے اور صبر و سکون سے ان جانکاہ صدمات کو برداشت کیا۔ یہ ہیں وہ خاندان جنہوں نے ملک کی خاطر لازوال قربانیاں دیں۔ اور یہ ہیں وہ لوگ جو وطن عزیز کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے تقسیم کے وقت نہ کوئی صدمہ برداشت کیا۔ نہ کوئی جانی و مالی قربانی دی' انہیں پاکستان کی صحیح قیمت کا کیونکر اندازہ ہو سکتا ہے؟

(۲) دعا سے دن پھر گئے

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا شمار ولی اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ کے تلامذہ میں مولوی حبیب اللہ چشتی والا نزد کنگن پور معروف عالم تھے۔ مولوی صاحب موصوف آپ کے نہایت عقیدت گزار تھے۔ یہ ایک بار آپ کے صاحبزادگان مولانا قاری محمد عزیر اور جناب محمد صدیق شاہد ایم۔ اے سے ملنے آئے۔ اور ملاقات کر کے بہت خوش ہوئے۔ اور باتوں باتوں میں بتانے لگے۔ میں بڑا غریب اور مفلس تھا۔ تنگدستی نے پریشان کر رکھا تھا۔ ایک بار میں نے استاد محترم حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے درخواست کی۔ حضرت! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میری کشائش کی دعا کریں کہ میرے دن پھر جائیں۔ چنانچہ حضرت مولانا نے میری فراخی رزق کی دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو ایسا شرف قبول بخشا کہ بہت جلو یعنی اگلے ہی روز میری مالی حالت میں خوشگوار تبدیلی آگئی۔

نواییوں کہ گاؤں کے نمبردار کا بیٹا شدید بیمار ہو گیا۔ میں جسمانی و روحانی تھوڑا بہت علاج کر لیتا تھا۔ نمبردار میرے پاس آیا اور کہا۔ مولوی صاحب! آپ لوگوں کا علاج کرتے ہیں براہ کرم' میرے بیٹے کا علاج کریں آپ کو منہ مانگا انعام دوں گا۔ چونکہ وہ بہت مالدار تھا۔ اس لئے میں نے ۱۰۰ بورے گندم اور ایک بھینس کا مطالبہ کیا۔ اس نے وعدہ کر لیا۔ میں نے اللہ کے سہارے پر اس مریض لڑکے کو پانی سے نہلا دیا۔ اللہ کی قدرت وہ شفایاب ہو گیا۔ اس نے خوش ہو کر مجھے ۱۰۰ روپیہ دیا۔ اور باقی چیزیں جلدی ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ میں نے خوشی خوشی اس بات کا حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اس نے اپنے آپ جو ۱۰۰ روپیہ دیا ہے وہی کافی ہے باقی چیزیں چھوڑ دو' اللہ آپ کو برکت دے گا۔ ان دنوں سو روپیہ بھی بڑی خطیر رقم ہوتی تھی۔ میں نے استاذ محترم کی بات مان لی اور اس ۱۰۰ روپے سے

ضروریات بھی پوری کیں۔ اور کاروبار بھی شروع کر دیا۔ اللہ نے مجھے وہ برکت عطا فرمائی کہ گھر میں ہر چیز کی ریل پیل ہو گئی۔ اور کسی چیز کی کوئی کمی نہ رہی۔

(۳) نورانی خواب' بابرکت تعبیر

حضرت مولانا عبدالحق کی بیٹی فاطمہ (بورے والا) کا بیان ہے کہ ایک روز والد صاحب نے خواب دیکھا کہ وہ حضور اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین (حضرت ابوبکر' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان' حضرت علی رضی اللہ عنہم) کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔

تقسیم ملک کے موقعہ پر سکھوں نے آپ کے گاؤں کے مردوں کو دھوکے سے اکٹھا کر لیا۔ انہوں نے عورتوں کو کچھ نہ کہا۔ مردوں کو مشروب پیش کیا۔ انہوں نے اسے مشکوک جانا اور پینے سے انکار کر دیا۔ سکھوں نے نہتے مسلمانوں پر زوردار حملہ کر دیا۔ اور پورے گاؤں کے سینکڑوں مردوں کو بیدردی سے شہید کر دیا۔ آپ کے ساتھ آپ کے دو جوان بیٹے بھی شہید ہو گئے۔ گاؤں بھارت کے ضلع فیروزپور میں تھا۔ اس کا نام ماڑی مصطفیٰ (تحصیل موگا) تھا۔ أَعْلَى اللّٰهُ مَقَامَهُمْ فِي الْجَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ.

(۲۹)

کرامات حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی

آپ پر اللہ تعالیٰ کا خاص لطف و کرم تھا۔ آپ کو علمی لحاظ سے ایک سند مانا جاتا تھا۔ آپ کے فتاویٰ بڑے معتبر سمجھے جاتے تھے۔ آپ کا بیان عین قرآن و حدیث کے بیان پر مشتمل ہوتا تھا۔ آپ میں تکلف و تصنع نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ کے ملک اور بیرون ملک ہزاروں شاگرد ہیں۔ الحمد للہ! بندہ کو بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کا شرف حاصل ہے۔ بندہ نے صحیح بخاری اور تفسیر القرآن

آپ سے پڑھی۔ اور اس کی حلاوت آج تک محسوس ہو رہی ہے۔

(۱) آپ کا پایہ

آپ کا علمی پایہ بہت اونچا تھا۔ یگانہ روزگار عالم تھے۔ اپنے معاصرین پر برتری رکھتے تھے' حافظہ بہت قوی تھا۔ روحانیت میں ایک مقام رکھتے تھے۔ قرآن و حدیث کے حافظ تھے۔ عربی' فارسی پر یکساں قدرت رکھتے تھے۔ گوجرانوالہ کے قریب موضع گوندلانوالہ کو آپ کی وجہ سے شہرت حاصل ہوئی۔ اور اس گاؤں سے تعلق رکھنے والے علماء نے اپنے ساتھ گوندلوی کا لاحقہ استعمال کر کے گوندلانوالہ سے عقیدت محبت کا اظہار بھی کیا ہے۔ اور گوندلوی کہلا کر اپنا مرتبہ بھی بلند کیا ہے۔ جیسے محمد عباس گوندلوی' محمد یحیٰ گوندلوی' عبدالاحد گوندلوی وغیرہم۔ اور اتفاق ایسا کہ گوندلانوالہ کے علماء کو علم میں عموماً رسوخ رہا ہے۔ اور تحقیق میں ان کا پایہ اچھا سمجھا جاتا رہا ہے۔ یہ حضرت گوندلوی کا فیضان نظر تھا کہ جس نے اپنے شاگردوں کو نابغہ روزگار بنا دیا۔

(۲) آپ کا روحانی جلال

آپ بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ تہجد گزار' شب زندہ دار' بڑے ذاکر و شاکر اور متوکل علی اللہ تھے۔ آپ کی عبادت کا نور آپ کے پیکر سے صاف نظر آتا تھا۔ آپ کا چہرہ انوار الٰہی کی تابانیوں سے روشن رہتا تھا۔ باوجود شیریں مقال اور فرخندہ رو ہونے کے کوئی آپ کے جلال کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ میں نے بڑے بڑے لوگوں کو آپ کے سامنے دم بخود دیکھا۔

ایک مرتبہ آپ طلبہ کو درس حدیث دے رہے تھے کہ ایک وزیر جو آپ کی ملاقات کی خواہش رکھتا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دوران درس اودھر دیکھا تک نہیں۔ اور نہ ہی وہ گفتگو کر سکا' حالانکہ اسے جلدی تھی۔ ہاں' جب

درس حدیث سے فارغ ہوئے پھر اس سے ہمکلام ہوئے۔

(۳) کلمہ طیبہ کے ورد کی خوشبو

مولوی عطاء اللہ صاحب ونجوانی کا بیان ہے کہ میرے گھر کوئی بیرونی اثر ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ دوسری آزمائش یہ آئی کہ مقدمہ بازی شروع ہو گئی' جس سے میری پریشانی دو چند ہو گئی۔ اس سلسلے میں میں جگہ جگہ پھرا۔ بہت سے روحانی بزرگوں سے ملا۔ مگر میں نے اکثر لوگوں کو جادوگر یا دوکاندار پایا۔ آپ کا بیان ہے۔ اس سلسلے میں میں نے دو بزرگ ہستیوں کو کامل پایا۔ ایک حضرت حافظ محمد گوندلوی اور دوسرے حضرت حافظ محمد یوسف سوہدروی رحمہ اللہ۔ مولوی صاحب کہتے ہیں۔ میں نے ان دونوں کو جانچ پرکھ کر دیکھا۔ انھیں روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز پایا۔ ان پر اللہ کا خاص فضل و کرم تھا۔

مولوی عطاء اللہ صاحب کہتے ہیں میں جب مقدمات میں الجھ گیا تو حضرت حافظ محمد یوسف صاحب سوہدروی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ پر یقین کامل کرنے کی تلقین کی اور ساتھ یہ وظیفہ بتایا۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ○

اور فرمایا اسے کامل یقین و اعتماد کے ساتھ بکثرت پڑھو۔ مولوی عطاء اللہ صاحب کہتے ہیں۔ میں نے اس وظیفے کو ورد زبان رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بہت جلد مقدمہ بازی سے میری جان چھوٹ گئی اور ہر طرح سے بری ہو گیا۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

گھر کی تکلیف کے لیے حضرت گوندلوی صاحب کی خدمت میں حاضری دی۔ آپ نے فرمایا رات کو کہیں گوشہ میں بیٹھ کر کلمہ شریف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کثرت سے ورد کرو۔ میں نے یہ ذکر شروع کر دیا مگر عجیب بات کہ میرے آس پاس بدبو پھیلنا شروع ہو گئی۔ جس سے میں بہت حیران و پریشان ہوا۔ اور مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہیں

لوگوں کو مجھ سے بدبو نہ آنے لگے۔ کیونکہ مجھے خود اپنے آپ سے تھوڑی سمیل آنے لگی۔ میں نے حضرت گوندلوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا کہہ سنایا۔ فرمانے لگے تم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اتنا ورد کرو کہ بدبو کی جگہ خوشبو پھیل جائے۔ ایک وقت آئے گا کہ شیطانی اثرات دور ہو کر خوشبو پھیل جائے گی۔ مولوی صاحب موصوف کہتے ہیں۔ میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق پھر کلمہ شریف کا اس کثرت اور جمعیت خاطر سے ورد کیا کہ واقعی بدبو کی جگہ خوشبو پھیلنا شروع ہو گئی۔ تا آنکہ کلمہ طیبہ کے ورد سے درو دیوار مہک اٹھے اور ساتھ ہی اللہ کی رحمت سے گھریلو پریشانی میں بھی تخفیف ہو گئی۔

(۳۰)

کرامات مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی

آپ کا تعلق مدراس (بھارت) سے تھا۔ آپ اوڈانوالہ سے فارغ ہوئے۔ بڑے راسخ فی العلم اور راسخ فی العقیدہ تھے۔ صاف ظاہر اور صاف باطن تھے۔ مشکل ترین اسباق کو آسان ترین پیرائے میں پڑھانے کا ملکہ رکھتے تھے۔ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کے ناظم اور شیخ الحدیث تھے۔ آپ کا فتاویٰ چلتا تھا۔ آپ کا فتاویٰ کتابی صورت میں مل جاتا ہے۔ آپ حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی علیہ الرحمۃ کے بلند پایہ شاگرد تھے۔ آپ کو باوجود اتنے عالی مراتب ملنے کے حضرت گوندلوی رحمہ اللہ کی شاگردی پر فخر تھا۔ اور شیخ الحدیث ہونے کے باوجود شاگردوں کی طرح آپ کا احترام کرتے تھے۔

(۱) جامعہ اسلامیہ کو چار چاند لگا دیے

آپ کی پہلی کرامت یہ تھی کہ آپ نے جامعہ اسلامیہ کی باگ ڈور سنبھالنے

کے بعد نظم و ضبط اور تعلیمی اعتبار سے اس کو چار چاند لگا دیے۔ جامعہ اسلامیہ کی بلڈنگ کوئی الگ اور خاص نہ تھی پرانی سی مسجد اور اس کے ملحق دو تین اسی طرح کے کمرے۔ اور لوگوں کے گھروں سے کھانا آتا تھا۔ مگر ڈسپلن اور تعلیمی معیار نہایت امید افزا تھا اور وہ سب اللہ کی رحمت سے آپ کی وجہ سے تھا۔ آپ جامعہ کو اپنے گھر کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر محبوب جانتے تھے۔ آپ تعطیل کے بعد بھی دن رات میں کئی کئی بار جامعہ کا چکر لگاتے تھے۔ حالانکہ آپ کا گھر جامعہ سے کافی دور تھا۔ آپ کے جامعہ میں آنے کا کوئی خاص وقت نہیں رکھا تھا۔ آپ جب چاہتے تھے آ جاتے تھے۔

(۲) ہر دل عزیزی

آپ ہر دلعزیز عالم تھے۔ اساتذہ، طلبہ، دیگر علماء سب آپ کو بنگاہ قدر دیکھتے تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضری دینا آپ کے پاس بیٹھنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔ اسی طرح انتظامیہ، اہل محلہ، نمازیان مسجد سب آپ کو احترام و عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ورنہ انتظامیہ اور نمازی دونوں بیک وقت کسی عالم پر خوش ہوں؟ اتنی آسان بات نہیں۔ لیکن آپ پر سب خوش تھے۔

آپ نے گھڑی سازی کا کام بھی سیکھا ہوا تھا۔ تاکہ قوم پر بوجھ نہ بنیں۔ اور خودداری پر بھی آنچ نہ آئے۔ یعنی آپ ایک طرف شیخ الحدیث تھے دوسری طرف گھڑی ساز، میں نے خود آپ کو بازار میں گھڑی سازی کی دکان پر کام کرتے دیکھا۔ سیرت و کردار کی پختگی، خودداری، اخلاص، علم میں رسوخ، احساس ذمہ داری اور وقت کی پابندی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاصرین پر برتری عطا فرما رکھی تھی۔

ہمارے علماء کو بھی اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ تاکہ ان کا احترام دلوں میں پیدا ہو۔

(۳) بارش رک جاتی

آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ جامعہ آتے وقت یا جامعہ سے گھر جاتے وقت اگر کبھی بارش ہو رہی ہوتی تو آپ وقت کا احساس کرتے ہوئے بارش ہی میں نکل جاتے۔ لوگ اور طلبہ رکنے کا کہتے مگر آپ اسی طرح یہ کہتے ہوئے نکل پڑتے کہ "اللہ مہربانی کرے گا۔" عموماً تھوڑی دیر کے لیے بارش رک جاتی اور اگر وہ برستی رہتی تو آپ کے کپڑے نہ بھیگتے۔ دراصل بات وہی ہے جو حدیث میں آتی ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ کہ جو اللہ کے ہو جاتے ہیں اللہ ان کا ہو جاتا ہے۔ اللہ ہمیں بھی ایسا کر دے۔ آمین۔

(۳۱)

کرامات حضرت مولانا محمد عثمان ولاوری

آپ کا تعلق ولاور ضلع گوجرانوالہ سے ہے۔ اہل اللہ میں سے تھے۔ بڑے صابر و قانع' ذاکر و شاکر اور شب زندہ دار تھے۔ آج کل ولاور میں آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد ابراہیم خلیل ولاوری علمی و روحانی فیض بانٹ رہے ہیں اور باوجود ضعف اور مرض کے بساط بھر اپنے اسلاف کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مولانا محمد ابراہیم خلیل بندہ کے حقیقی پھوپھا ہیں۔

(۱) قبولیت دعا

قبولیت دعا کے لئے ایمان و تقویٰ بنیادی شرائط ہیں۔ ایمان میں پہلا درجہ توحید و توکل اور اصلاح عقائد کا ہے۔ تقویٰ میں بنیادی باتیں شرک و بدعت سے اجتناب اور چار چیزوں میں کمال حاصل کرنا ہے یعنی اکل حلال' صدق مقال' زہد اور حیا۔ اولیائے کرام ان اوصاف میں کامل ہوتے ہیں۔ اسی کمال کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ

عرفان اور قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ رب کے مقبول اور مستجاب الدعوات بن جاتے ہیں۔ یہی حال مولانا محمد عثمان رحمہ اللہ کا تھا۔ آپ بہت مستجاب الدعوات تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں بے شمار دعائیں کیں۔ جو تقریباً سب کی سب قبول ہوئیں۔ جس کی اولاد نہیں تھی اس کے لئے اولاد کی دعا کی رب نے اولاد عطا فرما دی۔ اسی طرح مقروض کے لیے دعا کی تو قرض اتر گیا۔ دائمی مریض کے لئے دعا کی تو وہ شفایاب ہو گیا۔ ایسے بہت سے واقعات زبان زد خاص و عام ہیں۔

(۲) آپ کی ایک خصوصی دعا

استاد پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی نے اپنی جو بیٹی سوہدرے بیاہی ان کی اولاد نہیں ہو رہی تھی۔ ایک روز حضرت حافظ صاحب کی مولانا موصوف سے ملاقات ہوئی' دوران ملاقات حضرت حافظ صاحب نے حضرت مولانا محمد عثمان سے بیٹی کے ہاں اولاد نرینہ کی درخواست کی۔ انہوں نے جواباً عرض کیا۔ یہ دعا آپ خود کریں۔ آپ کا روحانی پایہ بہت بلند ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ دعا آپ سے کروانی چاہتا ہوں۔ حضرت ولاوری رحمہ اللہ نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو اسی سال شرف قبولیت بخشا۔ اور آپ کا نواسہ پیدا ہوا۔ جس کا نام "عبدالمجید" رکھا گیا۔ یہی وہ بچہ ہے جو مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی بنا۔ جنہوں نے کافی شہرہ حاصل کیا۔"

---

(۱) تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ میں سب سے زیادہ آپ کے تفصیلی حالات ہیں۔ یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔ اس میں حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی اور آپ کے پورے خاندان کے حالات ہیں۔ قابل مطالعہ کتاب ہے۔ (فاروقی)

(۳) بارش کا خطرہ ٹل گیا

۱۹۰۴ء کی بات ہے۔ محمد دین مستری جامع مسجد دلاور چیمہ کا مینار بنا رہا تھا۔ اس نے مینار بڑی محنت سے مکمل کیا۔ ابھی وہ نیچے اترا ہی تھا کہ سیاہ کالے بادل شروع ہو گئے۔ بارش برسنے کی صورت میں مینار کو کافی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ محمد دین نے حضرت دلاوری رحمہ اللہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ آپ نے مالک الملک کی بارگاہ بڑی زاری سے دعا کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ بادل دیکھتے ہی دیکھتے پلٹ گئے۔ یوں بارش کا خطرہ ٹل گیا۔ اور ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مینار بچ گیا۔

(۴) ایک عجیب وظیفہ

آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد ابراہیم خلیل دلاوری کا بیان ہے کہ میرا عنفوان شباب تھا میں اسکول میں معلم تھا اور مسجد میں خطیب بھی۔ میں بہت کچھ کرنا چاہتا تھا کہ مگر دو آدمیوں مولوی ابوالقاسم رفیق اور ماسٹر محمد شریف فاروقی نے میرا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ جس سے میں بہت پریشان تھا۔ میں نے ایک روز حضرت والد گرامی سے اس پریشانی کا ذکر کیا۔ آپ نے مجھے یہ وظیفہ بتایا کہ ان کا ارادہ کر کے یہ بکثرت پڑھا کرو۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ فرماتے ہیں' میں نے کچھ روز ہی پڑھا تھا کہ ایک گاؤں چھوڑ گیا۔ اور دوسرے کا کسی دوسرے گاؤں میں تبادلہ ہو گیا' اس طرح مجھے چین کا سانس لینا نصیب ہوا۔

(۵) توکل کی برکت

ایک مرتبہ گھر سے اخراجات کا مطالبہ ہوا۔ فرمایا ابھی خالی ہاتھ ہوں جب اللہ نے مدد کی میں دے دوں گا۔ اگلے روز کوئی شخص روپوں کی تھیلی دے گیا کہ اسے اپنے مصرف میں لے آئیں۔ گھر تشریف لے گئے۔ فرمایا یہ ہے تھیلی۔ جس قدر ضرورت ہے اس میں سے لے لو۔ باقی اوپر پڑچھتی پر رکھ دو۔

(۶) آپ کا مرتبہ

آپ کا روحانی مقام کافی بلند تھا۔ انسانوں کے علاوہ جنات بھی آپ کی خدمت بجا لاتے تھے۔ کئی مرتبہ آپ کے جنات آ کر آپ کو دباتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ زندگی کی آخری نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ کمرہ روشن ہو گیا۔ فارغ ہو کر فرمایا۔ آ گئے ہو؟ وہ ملائکہ تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آرام سے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہ۔

(۷) آپ کے تایا جان کا تذکرہ

آپ کے تایا جان مولانا محمد صالح دلاوری رات کو مسجد میں یاد الٰہی کر رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی آ گیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ آپ کا جسم اسے مسجد میں جگہ جگہ نظر آیا۔ اور وہ ذکر الٰہی میں مصروف تھا۔ مولانا محمد صالح (م ۱۳۰۲) نے فرمایا۔ دیکھو' جو تم نے مشاہدہ کیا ہے اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ چنانچہ اس نے زندگی میں تو اس کا ذکر نہ کیا۔ البتہ آپ کی وفات کے بعد وہ ایک سے ذکر کر دیا۔

کرامات مولانا محمد حسین شیخوپوری

آپ کا تعلق شیخوپورہ سے ہے۔ وعظ و تبلیغ میں آپ کی مثال معاصرین میں کم ہی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منفرد خطیبانہ شان و اداء عطا فرما رکھی ہے۔ آپ کی ریکارڈ تقریر چھ گھنٹہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اخلاص و روحانیت کا حصہ بھی ودیعت فرمایا ہے۔ آپ بھی اکل حلال اور صدق مقال (یعنی حلال کھانا اور سچ بولنے) کا بہت خیال فرماتے ہیں۔

(۱) بادل پھٹ گئے

ایک مرتبہ آپ لاہور کے قریب تقریر کر رہے تھے ادھر بادل آنا شروع ہو گئے۔ لوگ جمے ہوئے بیٹھے تھے اور روح پرور خطاب جاری تھا۔ مگر اندر سے پریشان تھے کہ بادل آ رہے ہیں۔ اگر یہ برسنا شروع ہو گئے تو جلسہ تلپٹ ہو کر رہ جائے گا۔ بیان بھی ماشاء اللہ توحید کا جاری تھا۔ آپ نے لوگوں کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا۔ "گھبراؤ نہیں' انشاء اللہ جلسہ مکمل ہو گا اور یہ بادل چلے جائیں گے۔" تھوڑی دیر بعد بادل پھٹ گئے۔ اور جلسہ آب و تاب کے ساتھ دیر تک جاری رہا۔ یعنی اس بارش کی بجائے توحید الٰہی اور تجلیات ربانی کی بارش ہوئی۔ جس سے ہر شخص کی کشت قلب سیراب ہو گئی۔ اس روح پرور بیان کا علاقہ بھر میں بہت شاندار اثر رہا۔

(۲) بارش رک گئی

مولانا محمد اشرف سلیم قلعہ دیدار سنگھ کا بیان ہے۔ ایک جگہ عظیم الشان جلسہ تھا۔ جہاں اطراف سے خلق خدا جمع تھی۔ جوں ہی خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری کا بیان شروع ہوا۔ بادل گرجنے لگا۔ بجلی چمکنے لگی۔ لوگ سراسیمہ اور پریشان کہ کتنا شاندار جلسہ ہے جو بارش کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔

حضرت شیخوپوری نے جب صورتحال دیکھی۔ تو حاضرین سے فرمایا۔ آرام و سکون سے بیٹھئے۔ اللہ نے چاہا تو بارش نہیں ہو گی۔ آج اس بارش کی بجائے اللہ کی مہربانی سے قرآن وحدیث کی بارش ہو گی۔

اللہ کی شان' بادل گرجتے گرجتے' بجلی چمکتے چمکتے دوسری طرف نکل گئی۔ اور نعروں کی گونج میں آپ کا ایمان افروز بیان شروع ہوا۔ جو رات گئے تک ہوتا رہا۔ قرآن وحدیث کی بارش سے سامعین کے اندر کی زمین سیراب ہو گئی جس سے ہر شخص کا انگ انگ لہک رہا تھا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَعْظَمَ شَانُهٗ

(۳۲)

مجاہدین کی کرامات

نماز روزہ وغیرہ ارکان اگر اسلام کا ستون ہیں تو جہاد اسلام کی روح ہے۔ راہ حق میں کی جانے والی ہر کوشش کو جہاد کہتے ہیں۔ روح جہاد' اسلام کے ہر رکن میں کار فرما ہے۔ خود ارکان اسلام میں روح جہاد موجود ہے۔ جہاد کا اسلام کے ساتھ تعلق یوں ہے جس طرح اعصاب کا بدن کے ساتھ۔ جیسے اعصاب بدن کی قوت کا باعث ہیں اسی طرح جہاد اسلام کی تقویت کا سبب ہے۔ جہاد اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے اور دشمنان اسلام کی سرکوبی پر ختم ہوتا ہے۔

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ جو لوگ امن و سلامتی کو تاراج کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ مسلح جہاد کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کا مقصود دنیا سے فتنہ انگیزی اور شر کو ختم کرنا ہے۔ جو بھی ظلم ڈھاتا ہے۔ شر پھیلاتا ہے۔ اور انسانی اقدار کو پامال کرتا ہے اللہ تعالیٰ طاقتور ہاتھوں کے ساتھ اس سے نمٹنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (۷۸/۲۲) "اللہ کی راہ میں یوں جہاد کرو کہ جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔"

ایک جگہ فرمایا: وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ "اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔"

پھر فرمایا: فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ (۷۶/۴) "پس شیطان کے ساتھیوں سے لڑائی کرو۔"

مزید فرمایا: وَجَاهِدُوا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ (التوبہ: ۴۱/۹) "اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔"

اور فرمایا: وَقَاتِلُوْا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (البقرہ ۲/۱۹۰)

"اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑائی کرو جو تم سے لڑائی کرتے ہیں۔ اور زیادتی نہ کرو۔"

اسلام نے ان لوگوں سے لڑائی کا حکم دیا' جو ظلم اور شرانگیزیوں کے مرتکب اور مسلمانوں کے خواہ مخواہ مخالف ہیں' ہمارے ہمسایہ ملک بھارت کا یہی حال ہے۔ اسلامی تنظیموں کے مجاہدین نے ہندوستان اور کشمیر میں جب ان کے حد سے بڑھتے ہوئے مظالم دیکھے تو وہ ان کی چیرہ دستیوں اور فتنہ سامانیوں کو ختم کرنے کے لیے ان سے نبرد آزما ہونے کے لیے آگے بڑھے اور ان کے مجاہد بڑی بے جگری سے لڑے۔ اس سلسلے میں نصرت الٰہی اور غیبی مدد کے بہت سے عجیب و غریب واقعات سامنے آئے۔ ہم چند ایسے واقعات کو "مجاہدین کی کرامات" کے ذیل میں ہدیہ' قارئین کرتے ہیں۔ یہ کرامات دلچسپ بھی ہیں اور ایمان افروز بھی۔ ہو سکتا ہے ان کرامات کے مطالعہ سے ہمارا جذبہ خوابیدہ بیدار ہو۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

(۱) اللہ کی نصرت

دو مجاہد منڈھیر کے علاقہ میں پہنچے۔ انہوں نے پہاڑی چوٹی کی جھاڑیوں میں چھپ کر باری باری دشمن کی دو ٹرکوں کو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اڑا دیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر فوج نے علاقے میں کریک ڈاؤن کر دیا مجاہدین نے اللہ تعالیٰ سے نصرت کی دعا کی۔ چنانچہ بارش شروع ہو گئی۔ پھر ژالہ باری ہوئی۔ آخر میں دھند چھا گئی۔ یہ دونوں مجاہد دو ٹرکوں کو راکھ کا ڈھیر بنانے اور ۳۵ ہندوؤں کو ٹھکانے لگانے کے بعد دشمن کا محاصرہ توڑ کر بالکل صحیح سلامت باہر نکل گئے۔ انہیں ایک خراش تک نہ آئی۔

(۲) اللہ کی حفاظت

مجاہدین کا ایک گروپ مقبوضہ جموں کے علاقہ پنیالی میں پہنچا۔ اچانک دشمن کے

چھ فوجی ادھر آ نکلے۔ عبداللہ مجاہد نے فائر کھول دیا۔ چھ فوجی موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ اب چاروں طرف سے گولہ باری شروع ہو گئی۔ دوست محفوظ مقام پر پہنچ گئے۔ ایک مجاہد اپنے دستہ سے بچھڑ گیا وہ ایک جگہ خطرہ بھانپ کر پانی کے نالے میں اتر گیا۔ پانی یخ بستہ تھا۔ سارا جسم پانی میں تھا صرف منہ باہر تھا۔ وہ مجاہد مسلسل تین گھنٹے یخ بستہ پانی میں بیٹھا رہا۔ تاآنکہ دشمن مایوس ہو کر پلٹ گیا۔ وہ باہر نکلا تو آگے شیر بیٹھا تھا۔ وہ دعا بِسْمِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پڑھتا ہوا شیر کے پاس سے بآرام و سکون گزر گیا۔ اس طرح اسے اللہ تعالیٰ نے ہر خطرے سے بچالیا۔

(۳) مجاہدین کی فراست

مجاہدین کا ایک گروپ قاری ابوذر کی قیادت میں مقبوضہ وادی میں داخل ہوا۔ سردی بہت تھی۔ یہ انڈین آرمی کی پوسٹ کے قریب پہنچ گئے۔ آرمی نے انہیں "ہینڈز اپ" کہا۔ انہوں نے ہینڈز اپ نہیں کیا۔ ساتھ ہی جنگل تھا یہ اس میں گھس گئے۔ اور آرمی پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اور فائرنگ کرتے کرتے سائیڈ پر نکل گئے۔ آرمی یہ سمجھتی رہی کہ مجاہدین اسی جگہ پر ہیں لہٰذا وہ گولیاں برساتی رہی۔ نیچے انڈین آرمی کی دوسری فوجی پوسٹ تھی جہاں گولیاں پہنچ رہی تھیں۔ انہوں نے دشمن سمجھ کر ادھر فائرنگ شروع کر دی۔ آپس کی فائرنگ سے انڈین آرمی کے بیسیوں فوجی مارے گئے۔ ادھر تمام مجاہدین بخیریت ٹھکانوں پر پہنچ گئے۔ اور کسی کا ذرا نقصان نہ ہوا۔

(۴) فقید المثال جذبہ

دو مجاہد مقبوضہ کشمیر کے علاقے میں ایک مشن پر جا رہے تھے۔ ایک جنگل سے گزرتے ہوئے ان کا انڈین آرمی سے ٹاکرا ہو گیا۔ دشمن تعداد میں بہت زیادہ تھا۔

فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ اسی اثنا میں ایک ساتھی شہید ہو گیا۔ ایک فائر دوسرے مجاہد کے
چہرے پر لگا اور منہ کے آر پار ہو گیا۔ منہ کے دس دانت ٹوٹ گئے۔ مزید دو فائر اس
کے کندھے پر لگے۔ یہ ابھی سنبھل ہی رہا تھا کہ کان اور سر کی ایک جانب دو اور فائر
لگے۔ اس مجاہد نے اسی حالت میں فائر کھول دیے جس سے دشمن کے دو فوجی ہلاک
ہو گئے۔ یہ مجاہد دشمن کے نرغے میں تھا۔ اس نے اللہ سے مدد طلب کی اور دعا کی۔
اللہ نے دشمن کو اندھا کر دیا۔ اور یہ مجاہد ان کا محاصرہ توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

(۵) گولیوں کی بوچھاڑ میں کارنامہ سرانجام دیا

غازی ابو دجانہ شاد باغ لاہور اپنے مجاہد ساتھیوں کے ساتھ "دو آب گاہ" کے
گاؤں میں ٹھہرا ہوا تھا۔ کہ رات کو اسرائیلی کمانڈوز نے گاؤں کا محاصرہ کر لیا۔ اور
رات ساڑھے تین بجے اچانک فائر کھول دیا۔ ایک ساتھی برسٹ لگنے سے شہید ہو
گیا۔ دوسرے کی پسلی کے نیچے گولی لگی اور دوسری طرف نکل گئی۔ ان دونوں نے
برستے برسٹوں میں کھڑکی سے چھلانگ لگائی۔ اور نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ آگے
آرمی باغ میں گھات لگا کر بیٹھی ہوئی تھی۔ انہوں نے ان پر فائر کھول دیا۔ ان پر دس
پندرہ گنوں سے برسٹ برس رہے تھے۔ گولیاں ان کے ارد گرد سے گزر رہی تھیں
اور یہ اللہ کی مہربانی سے بالکل محفوظ رہے اور ان کے چنگل سے بحفاظت نکلنے میں
کامیاب ہو گئے۔

(۶) دعا کی برکت

ابو عکاشہ (عبداللہ سیاف) پہلگام کے علاقہ میں ہندو آرمی کی گھات میں بیٹھے
تھے۔ لیکن آرمی کو خبر ہو گئی۔ اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہ بڑی مستعدی سے باغ
سے ہوتے ہوئے ایک ٹیکری پر آ گئے۔ وہاں سے نکلے تو آگے میدان تھا اور تین
اطراف میں ملٹری تھی۔ ساتھی ایک ایک کر کے نکل گئے۔ ابو عکاشہ اکیلا رہ گیا۔

آرمی نے اس پر فائر کھول دیا۔ عکاشہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ رَمْیَ
الْکَافِرِیْنَ گولیاں اس مجاہد کے دائیں بائیں، آگے پیچھے اور ٹانگوں کے درمیان سے
گزر رہی تھیں۔ سات گولیوں نے اس کے کپڑوں میں جگہ جگہ سوراخ کر دیئے۔
مگر وہ بالکل محفوظ رہا اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کی ایسی مدد کی کہ دشمن کے نرغے
سے نکل کر بحفاظت اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

(۷) غیبی مدد کا ایمان افروز واقعہ

ایک بار مقبوضہ وادی میں تین مجاہد جا رہے تھے۔ آگے آرمی کے تین فوجی مل
گئے۔ انہوں نے انہیں ہینڈز اپ کہا۔ مجاہدین نے تو کبھی ہینڈز اپ کیا نہیں۔ انہوں
نے جلدی سے گن اٹھائی اور فائر کھول دیا۔ ایک وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اور دو بھاگتے
بنے۔ اس کے بعد مجاہدین ٹیکری پر چڑھے۔ جونہی اوپر چڑھے، ہندو آرمی کی سامنے
والی پوسٹ نے فائر کھول دیا۔ فائر ابو قتال عرف شیرا کی جیکٹ کو لگا اور آگے گزر گیا۔
کچھ فائر اس کے بالوں کو چھوتے ہوئے گزر گئے۔ لیکن موصوف محفوظ رہا۔ ابو
ثوبان جو اوپر چڑھ رہا تھا۔ ایک پتھر کا سہارا لیتے ہوئے پھسلا اور نیچے ابو سفیان کی
جھولی میں آ گرا۔ اب پیچھے والی پوسٹ نے بھی مجاہدین کا گھیراؤ کرنا شروع کر دیا۔
آرمی نے ایک گولہ پھینکا جو ابو دجانہ کو لگا وہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔ اس محاذ
آرائی میں مجاہدین نے سفید کپڑوں میں آدمیوں کو دیکھا جو ان کی نصرت کرتے تھے۔
انہیں اخیر تک پتہ نہ چل سکا کہ وہ سفید کپڑوں میں مددگار کون تھے۔

(۸) خصوصی حفاظت اور مدد

غازی ابو طارق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم پر برسٹ چلنا شروع ہو گئے۔
ایک گولی میری بغل کے نیچے سے قمیض پھاڑ کر نکل گئی مگر میں اللہ کی رحمت سے
محفوظ رہا۔ پھر میں ایک محفوظ راستے سے ہوتا ہوا دھان کے دو کھیتوں کے درمیان
"وٹ" پر سو گیا۔ کوئی تین گھنٹے سویا رہا۔ گرمی اور تیز دھوپ تھی۔ مگر اس دوران

ایک بادل کا ٹکڑا میرے اوپر سایہ افگن رہا۔ جبکہ باقی آسمان صاف تھا اور دھوپ چمک رہی تھی۔ جب میں اٹھا تو شدید بھوک لگ رہی تھی اور جی لسی کو بہت چاہتا تھا۔ اسی اثنا میں ایک کشمیری میرے پاس کھانا لے آیا۔ ساتھ لسی بھی تھی۔ یعنی اللہ نے دشمن سے حفاظت بھی کی اور من پسند کی خوراک بھی فراہم فرمائی فَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰی ذٰالِكَ

(۹) اللہ نے مجاہدین کو مستور کر دیا

غازی ابو حذیفہ بیان کرتے ہیں' میرا ساتھی ابو بصیر زخمی ہو گیا۔ میں اس کی حفاظت کے لیے ایک گاؤں کے مکان کے اوپر کے کمرے میں تھا کہ ایک درجن سے زائد گاڑیوں میں آرمی پہنچ گئی اور اس نے گاؤں کا محاصرہ کر لیا۔ اور کریک ڈاؤن کر دیا۔ ہمارے پاس ہندو آرمی کے تین فوجی آئے اور تین مرتبہ آئے مگر وہ ہمیں دیکھنے کے باوجود کہتے جا رہے تھے کہ یہاں تو کوئی نہیں اور واپس چلے گئے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی نگاہ سے مستور کر دیا اور وہ ہمیں دیکھ ہی نہیں سکے۔

(۱۰) بہترین اور ایمان افروز کامیابی

غازی ابو سعد بیان کرتے ہیں کہ دشمن کی دو گاڑیاں ہمارے قریب آگئیں۔ اور سامان اتارنا شروع کر دیا۔ ہم ان کیلئے اپنے نشانے درست کر چکے تھے۔ ہمارے پاس راکٹ گرنیڈ لانچر' ایچ ایم جی اور کلاشنکوفیں تھیں۔ ہم نے راکٹ فائر کیا۔ کوئی پچاس کے قریب تیل پھینکے۔ جب راکٹ برسنا شروع ہوئے۔ تو گاڑیاں اور فوجی عمارتیں سب راکھ بننا شروع ہو گئیں۔ اس کامیاب حملے کے بعد جب ہم وہاں سے جانے لگے تو ہندو آرمی کی طرف سے ہمارے اوپر شیلنگ شروع ہو گئی۔ مارٹر کے گولے ہمارے قریب آ آ کر گرتے رہے۔ مگر اللہ کے فضل سے ہم بالکل محفوظ رہے۔ اور بخیر و عافیت صحیح سلامت اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ اس معرکے میں ۸۲ ہندو فوجی ہلاک ہوئے۔ اللہ نے ہمیں حیرت انگیز کامیابی بھی دی اور ہماری حفاظت بھی فرمائی۔

حدیث اور سیرت و سوانح پر
مسلم پبلیکیشنز کی شہرہ آفاق کتب

پیارے نبی کی پیاری باتیں	مولانا عبدالمجید سوہدروی	بچوں کے لیے حدیث کی چار کتب کا سیٹ۔
انتخاب صحیحین (اردو)	مولانا عبدالمجید سوہدروی	بخاری و مسلم کی احادیث کی روشنی میں روزمرہ زندگی کے سینکڑوں مسائل کا خوبصورت حل پیش کیا گیا ہے۔
تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ	ملک عبدالرشید عراقی	یعنی حضرت مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی اور ان کے خاندان کے ارباب فضل و کمال کا حسین تذکرہ
استاد پنجاب	مولانا عبدالمجید سوہدروی	حضرت مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی اور ان کے اساتذہ، تلامذہ اور معاصرین کا ذکر جمیل
سیرت ثنائی	مولانا عبدالمجید سوہدروی	شیخ الاسلام فاتح قادیان امام المناظرین مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مفصل حالات زندگی اور سینکڑوں مناظروں پر مشتمل شہ پارہ
سیرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	مولانا محمد ادریس فاروقی	موضوع پر سب سے جامع اور قابل مطالعہ کتاب ہے۔
عفیفۂ کائنات رضی اللہ عنہا	مولانا محمد ادریس فاروقی	سیرت و سوانح کی دنیا میں حدیث و تاریخ کے مستند حوالہ جات کی روشنی میں ایک نئی کاوش۔
سیرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	مولانا عبدالمجید سوہدروی	مختصر، جامع اور مقبول عام کتاب، نئی آب و تاب کے ساتھ..... چوتھا ایڈیشن
سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	مولانا عبدالمجید سوہدروی	سیدہ محترمہؓ کے حالات زندگی کا بہترین مرقع، جس کا مطالعہ ہر بہن اور بیٹی کے لیے ضروری ہے۔
دولت مند صحابہ رضی اللہ عنہم	مولانا عبدالمجید سوہدروی	اس کتاب میں دولت مند صحابہ رضی اللہ عنہم کے دولت کمانے اور لگانے کے واقعات کو خوبصورتی سے یکجا کیا گیا ہے۔
کرامات اہلحدیث	مولانا عبدالمجید سوہدروی	اولیائے اہلحدیث کی سینکڑوں کرامات اور ایمان افروز واقعات کا دلکش مرقع

مسلمان کمپنی۔ سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ